# نماز میں عدم پابندی کا انجام

# اور تارکِ نماز کا حکم

قرآن و سنت اور علماءِ امت کی نظر میں


تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ



مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ ضلع سیالکوٹ ڈسکہ

# نماز میں عدم پابندی کا انجام
# اور تارکِ نماز کا حکم

## قرآن و سنت اور علماء امت کی نظر میں


تالیف

**فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر** حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ الخبر

وداعیہ متعاون مراکز الدعوۃ والارشاد الدمام

سعودی عرب



**مکتبہ کتاب و سنت**

ریحان چیمہ، ڈسکہ

نام کتاب ______ نماز میں عدم پابندی کا انجام اور تارکِ نماز کا حکم

تالیف و پیشکش ______ ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

کمپوزنگ ______ آنسہ نائلہ قمر

سیٹنگ ______ خط عابد الہٰی تنویر الہدیٰ

طبع دوم ______ ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹ء

اہتمام طباعت ______ غلام مصطفیٰ فاروق

**سٹاکسٹ ===== کتاب سرائے**

فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7320318

**مکتبہ کتاب و سنت**

ریحان چیمہ تحصیل سمبڑیال ۔ سیالکوٹ ، پاکستان

0300-6439897

Email: m_k_sunnat@yahqo.com

# آئینہ مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# ابتدائے نگارش

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

أَمَّا بَعْـــــدُ :

**قارئین کرام !**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایمانِ باللہ و ایمان بالرسول یا شہادتین کے بعد بالاتفاق سب سے اہم ترین رکن ''نماز'' ہے جس کے اسلام کا رکن اور فرض ہونے میں کسی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں اور اس کی رکنیت وفرضیت کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت میں اس کے بہت ہی فضائل و برکات بھی وارد ہوئے ہیں کہ نمازِ پنجگانہ کا ادا کرنے والا اسلام کے ایک رکن کی ادائیگی اور ایک فریضہ سے سبکدوشی کے ساتھ ہی بکثرت روحانی و مادی فوائد وثمرات سے بھی بہرہ ور ہوتا رہتا ہے۔

نمازِ پنجگانہ کے اوقات مقرر ہیں جن میں ان کی ادائیگی فرض ہے جیسا کہ سورۃ النسآء آیت:۱۰۳ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً﴾

''بیشک نماز کا مومنوں پر اوقاتِ (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے۔''

لہٰذا نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات میں پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور نماز میں عدم پابندی یعنی اسی طرح کبھی بروقت و باجماعت ادا کر لی اور کبھی بے وقت قضاء دیتے رہیں، اسی طرح کبھی پڑھ لی کبھی چھوڑ دی اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور بالکلیہ ترکِ نماز تو کسی مسلمان کو زیب ہی نہیں دیتا کیونکہ مسلمان اور کافر و مشرک کے مابین یہ نماز ہی تو وجہ امتیاز ہے جب یہی نہ ہوگی تو ع

کجا باشد مسلمانی؟

یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے اور اسی اجمال کی تفصیل آپ کو زیرِ نظر صفحات میں ملے گی اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہماری اس خدمت کو شرفِ قبول سے نوازے اور اسے ہمارے لیئے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا ذریعہ بنائے۔

یہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو متحدہ عرب امارات (UAE) میں قیام کے دوران ریڈیو ام القیوین کے روزانہ اسلامی پروگرام ''دین و دنیا'' سے نشر کی گئی تھیں۔ جبکہ اس کتاب کا بیشتر مواد ہم سعودی ریڈیو (جدہ) سے اپنے ہفت روزہ پروگرام ''اسلامی زندگی'' میں بھی نشر کر چکے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ مِنْهُ الْقُبُوْل

انہیں ہماری لختِ جگر آنسہ نائلہ قمر نے کمپوز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس دخترِ عزیز کو بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق سے نوازے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین

ہم اپنے دوست جناب **خواجہ عصمت امین** صاحب (جنرل مینجر ترکی ٹریڈنگ اینڈ کنٹریکٹنگ کمپنی، فاؤنڈیشنز کنسٹرکشنز الخبر) کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و

اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔

اسی طرح ہم اپنے اشاعتی ادارہ مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ، پاکستان کے مدیر مولانا غلام مصطفیٰ فاروق کے بھی بے حد مشکور ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں بھرپور محنت کی، اور کتاب کو ظاہری ومعنوی محاسن سے آراستہ کیا۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو سلمان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ ،الخبر
و داعیہ متعاون ، مراکزِ دعوت و ارشاد
الخبر ، الظھران ، الدمام
(سعودی عرب)

۱۴۲۹/۸/۴ھ
۲۰۰۸/۸/۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# فضائلِ نمازِ پنجگانہ و جمعہ

## قرآنِ کریم کی رُو سے

نمازِ پنجگانہ کی فضیلت کے سلسلہ میں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کے لئے قرآنِ کریم کے مختلف مقامات کا مطالعہ کرلیں ۔ چنانچہ تیسویں (۳۰) پارے کی سورۂ اعلیٰ، آیت ۱۴، اور ۱۵ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴾

[سورة الاعلى: ۱۴، ۱۵]

''فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد کیا (اس کا ذکر کیا) اور پھر نماز پڑھی۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے نماز کو نمازی کے لئے ذریعۂ فلاح و نجات قرار دیا ہے اور یہی بات ایک دوسرے انداز سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ مؤمنون کی پہلی دو (۲) آیتوں میں یوں بیان فرمائی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

''یقیناً فلاح پا گئے ایمان لانے والے جو اپنی نماز میں خشوع (وزاری) اختیار کرتے ہیں۔'' [سورة المؤمنون: ۱، ۲]

اور آیت (۹) میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴾ [سورة مؤمنون: ۹]

"اور وہ لوگ فلاح پا گئے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

آگے لغو باتوں سے پرہیز، زکوٰۃ کی ادائیگی، شرمگاہوں کی حفاظت، امانت داری، ایفائے عہد اور نمازوں کی پابندی جیسی صفات ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [سورۃ مؤمنون: ۱۰، ۱۱]

"یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

کچھ ایسی ہی بات اللہ تعالیٰ نے سورۂ معارج آیت: ۱۹ تا ۲۳ میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾ [سورۃ المعارج: ۹، ۲۳]

"انسان نخروں والا (بے صبرا) پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔ مگر وہ لوگ (اس عیب سے مبرا ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں۔ جو اپنی نماز پر ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔"

سورہ توبہ کی آیت (۱۸) میں تو اللہ تعالیٰ نے نمازیوں اور مسجدوں کے آباد کاروں کے لئے بڑی عمدہ شہادت دی ہے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ [سورۃ التوبہ: ۱۸]

''اللہ کی مسجدوں کے آباد کار تو صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھیں۔ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔''

نمازیوں اور دوسرے آباد کاروں کے لیئے اس شہادتِ ربانی کے علاوہ سورۂ سجدہ آیت: ١٦، اور ١٧ میں اللہ تعالیٰ نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھنے اور قیام کرنے والوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک کی بشارت دی ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ﴾ [سورة سجدة: ١٦-١٧]

''ان (مؤمنون) کی پشتیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ (یعنی راتوں کو وہ قیام کرتے ہیں) وہ اپنے رب کو خوفِ جہنم اور طمعِ جنت کے ساتھ پکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق سے (راہِ للہ) خرچ کرتے ہیں۔ پھر جیسا کچھ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لیئے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی کو خبر نہیں۔ یہ ان کے اعمال کی ایک جزاء و نیک بدلہ ہے۔''

نماز کی اہمیّت وفضیلت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم میں اتنا کسی دوسری عبادت کا ذکر نہیں آیا جتنا کہ نماز کا ہے۔ نماز قائم کرنے کے بارے میں جا بجا حکم ہے، صراحة النص، اشارة النص اور دلالة النص ہر سہ اشکال کو جمع کیا جائے تو قرآن میں سینکڑوں مرتبہ نماز کا ذکر آیا ہے حتیٰ کہ بیاسی (٨٢) مقامات تو قرآن کریم میں وہ ہیں جہاں نماز اور زکوٰۃ کا یکجا ذکر آیا ہے۔

غرض قرآنِ کریم کے آغاز میں ہی متقی لوگوں کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتے ہوئے ایک وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

چنانچہ سورہ بقرہ آیت (۳) میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ [سورة البقرة:٥]

''(متقی وہ لوگ ہیں) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں۔''

آگے کتب سماویہ اور روزِ آخرت پر ایمان لانے کی مزید صفات بیان کرنے کے بعد آیت:۵ میں فرمایا ہے :

﴿أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

''یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ اور فلاح ونجات پانے والے ہیں۔'' [سورة البقرة:٥]

اور سورہ نور آیت: ۳۷ میں اللہ والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشادِ الٰہی ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ﴾ [سورة النور:٣٧]

''وہ لوگ (مرد) جنھیں تجارتی کاروبار اور خرید وفروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتے۔ وہ اس روزِ قیامت سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن چشم ودل پلٹ ہو جائیں گے۔''

اور اگلی آیت:۳۸ میں فرمایا:

﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ

یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ [سورة النور:٣٨]

”تاکہ اللہ انہیں ان کے عمل کی بہترین جزاء دے اور ان پر مزید فضل واحسان کرے اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔“

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی کئی دیگر مقامات پر بھی نماز پڑھنے والوں کو جہنم سے نجات، دنیوی واخروی کامیابی وفلاح اور نعیمِ جنت کی خوشخبریاں دی ہیں۔ اور پھر ایک مقام پر نماز کو مصائب ومشکلات میں حصولِ مدد وقوت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرۃ، آیت:۴۵ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ [سورة البقرة:٤٥]

”اور صبر ونماز کے ذریعے (اللہ تعالیٰ سے) قوت پکڑو۔ اور یہ پابندی نماز، بڑا بھاری کام نظر آتا ہے۔ (مگر اللہ کے حضور) عاجزی کرنے والوں کے لیئے (یہ بہت آسان ہوجاتی ہے)“

اور تقریباً اسی مفہوم کی سورہ بقرہ کی آیت:۱۵۳ بھی ہے جہاں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [سورة البقرة:١٥٣]

”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (اللہ سے) مدد حاصل کرو، یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والواں کے ساتھ ہے۔“

دراصل جب مصیبت آتی ہے تو انسان عموماً راہِ صواب سے ہٹ جاتا ہے اور اس کوشش میں لگ جاتا ہے کہ اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کا راستہ بتایا ہے کہ اس طرح تمہارا رُخ اللہ کی طرف ہوجائے گا۔ اور وہ تمام قدرتوں

کا مالک ہے اور مصائب کے دور کرنے پر قادر بھی۔ ویسے بھی مصیبت میں دوست ہی یاد آتے ہیں کہ جن کے سامنے اپنا دکھ بیان کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرے اور ہمدردی کے دو بول سُن کر سکون حاصل کرے اور مؤمن کا محبوب ترین دوست اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ہر آڑے وقت میں وہی اس کے کام آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ کسی بھی قسم کی مشکل پیش آتے ہی اللہ کے حضور کھڑے ہو جاتے اور نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابوداؤد و مسند احمد میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰى)) (۱)

''نبیِ اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی اہم (مشکل) کام پیش آجاتا تو آپ ﷺ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔''

اور وہ لوگ جو فحاشی و بدکاری میں مبتلا ہوں اور انہیں ان سے خلاصی پانے کی کوئی راہ سجھائی نہ دے رہی ہو، ان کے لیئے اور عام لوگوں کے لیئے نماز کو برائیوں سے چھٹکارا پانے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورۃ العنکبوت، آیت: ۴۵ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

''بے شک نماز فحاشی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ بعض لوگ نمازیں بھی پڑھتے جاتے ہیں اور برائیوں میں بھی لت پت رہتے ہیں۔ کیا انہیں ان کی نماز برائیوں سے نہیں روکتی

---

(۱) صحيح أبي داوٗد : ۱/ ۲۴۵ ، صحيح الجامع : ۲/ ۴/ ۲۱۵ ، المشكوٰة : ۱/ ۴۱۶ ، الفتح الرباني : ۲/ ۲۰۷

آخر کیا وجہ ہے؟

اِس بات کا جواب ہم امام ابن کثیر رحمہ اللہ پر چھوڑتے ہیں، جسے اس کی تفصیل مطلوب ہو وہ تفسیر ابن کثیر میں سورہ العنکبوت کی آیت ۴۵ کی تفسیر دیکھ لے۔ (۲)

اور سورۂ ہود آیت (۱۱۴) میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو گناہوں کے لیئے کفّارہ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ [هود:١١٤]

''اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر (یعنی صبح وشام) اور کچھ رات گزرنے پر، درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔ یہ ایک یاددہانی ہے ان لوگوں کے لیئے جو اللہ کو یاد رکھنے والے ہیں۔''

صحیح بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ ایک صحابی سے ایک گناہ سرزد ہوا، اور نماز سے اس کی تلافی ہوگئی۔ (۳)

سورۂ لقمان، آیت: ۴ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ [سورة لقمان:٤]

''[محسنین وہ ہیں] جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔''

سورۂ نور، آیت: ۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

---

(۲) الفتح الرباني : ۲/ ۲۰۵ حديث : ۲۲ ، مختصر ابنِ كثير الرفاعی : ۳/ ۲۹۵

(۳) صحیح بخاری مع الفتح :۸/۲، ۸/ ۳۵۵

﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَءَاتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [سورة النور : ٥٦]

''اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔''

سورۃ النساء، آیت:۱۶۲ میں ارشادِ ربانی ہے :

﴿لٰكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ أَجْراً عَظِيْماً﴾ [سورة النسآء:١٦٢]

''لیکن علم میں رسوخ والے اور اہلِ ایمان آپ پر نازل کی گئی شریعت پر ایمان لاتے ہیں۔اور آپ سے پہلی شرائع پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔اور نماز ادا کرنے والے ہیں۔اور زکوۃ دینے والے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔یہی لوگ ہیں جنھیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔''

سورۃ الرعد، آیت:۲۲ تا ۲۴ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾

''اور وہ لوگ جنہوں نے رضائے الٰہی کیلئے صبر کا دامن تھامے رکھا اور نماز

قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ظاہر و پوشیدہ خرچ کیا اور برائی کا جواب بھلائی سے دیا، وہی لوگ ہیں جن کے لئے اچھی عاقبت ہے۔ وہ جنتِ عدن میں داخل ہوں گے، اور ان کے ساتھ اچھے والے ان کے والدین اور بیویاں بچے بھی، اور فرشتے ہر طرف سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے:) تم پر سلام ہے کہ تم نے اپنے صبر کا یہ پھل پایا ہے۔ اور یہ اچھا دارِ عاقبت ہے۔" [سورة الرّعد:۲۲،۲۳،۲۴]

سورۃ المائدۃ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّی مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَءَاتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ أَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً لَّأُ كَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُ دْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ [سورة المائدة:۱۲]

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، میرے رسولوں پر ایمان لائے، اور ان کی مدد کی اور اللہ (کے بندوں) کو قرضِ حسنہ دیا۔ (اگر ایسا کیا) تو یقیناً میں تمہارے گناہ معاف کروں گا، اور تمہیں ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور جس نے تم میں سے اس کے بعد بھی کفر کیا تو اس نے صراطِ مستقیم کو کھودیا۔"

سورۃ الفرقان، آیت: ۶۴ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَاماً﴾

"اور (عباد الرحمٰن وہ ہیں) جو اپنی راتیں قیام و سجود میں گزارتے ہیں۔" [سورة الفرقان:٦٤]

# فضائلِ نمازِ پنجگانہ

## حدیثِ شریف کے آئینہ میں

ہم پچھلی سطور میں نمازِ پنجگانہ کے فضائل کا ذکر قرآنِ کریم کے حوالہ سے کر چکے ہیں۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ کے کثیر ارشاداتِ گرامی میں بھی نمازِ پنجگانہ و نمازِ جمعہ کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے:

### حدیث نمبر ①

پہلی حدیث تو وہ ہے جس میں نماز کو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایمان کے بعد سب سے پہلا اور ایک اہم ترین رکن قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم ،مسند احمد ،اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر صحابہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ ،وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)).(۴)

’’قصرِ اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے اس بات کی گواہی و شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ،اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کا روزہ رکھنا۔‘‘

---

(٤) بخاری مع الفتح حديث (٨) صحيح مسلم حديث(١٦)، صحيح الجامع ٢/ ٣/ ١٠ حديث (٥٨٤٠)

## حدیث نمبر ②

ایک دوسری حدیث میں نماز کو ان اسباب میں سے ایک سبب قرار دیا گیا ہے جن کی وجہ سے کسی کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح صحیحین و سنن اربعہ اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور نسائی میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملتے جلتے الفاظ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ)) (۵)

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال و جہاد کرتا رہوں جب تک کہ وہ اس بات کا اقرار نہ کرنے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرلی اور زکوٰۃ ادا کردی، اگر انہوں نے اتنا کرلیا تو انہوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کرلیئے سوائے اسلامی حق (یعنی قصاص یا قتل کے بدلے قتل) کے اور ان کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔“

---

(۵) بخاري مع الفتح حديث (۲۵)، مسلم مع النووي ۱/ ۲۱۰- ۲۱۲- التجريد الصريح ۱/ ۱۰۳، مختصر مسلم للمنذری حديث (٤) حديث (۵) صحيح ابی داؤد حديث (۲۲۹۹) صحيح الترمذی حديث (۲۱۰۲).

## حدیث نمبر ③

اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث میں بروقت ادا کی گئی نماز کو افضل ترین اور اللہ کے یہاں محبوب ترین اعمال میں سے قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری ومسلم، نسائي، ابن حبان ابن خذیمة، مسند أحمد، مستدرك حاکم اور سنن کبریٰ بیھقي میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

((أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ ؟))

''اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل کون سا ہے؟''

تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) .(٦)

''نماز کو اس کے (اوّل) وقت پر ادا کرنا۔''

ابن خذیمة اور امام حاکم کے یہاں یہ الفاظ ہیں:

(الصَّلٰوةُ فِيْ أَوَّلِ وَقْتِهَا)

''نماز کو اس کے اوّل وقت پر ادا کرنا۔''

دار قطني و بیهقی میں بھی یہی الفاظ ہیں مگر ان الفاظ والی روایت پر امام دار قطنی نے کلام کیا ہے۔ اور امام نووی نے المجموع شرح المھذب میں ان الفاظ والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کا تعاقب کرتے

---

(٦) بخاری مع الفتح حدیث (٥٢٧) مسلم مع النووی ١/٢/ ٧٣، صحیح سنن النسائی حدیث (٥٩٤، ٥٩٥)

ہوئے لکھا ہے کہ اس کے دوسرے طرق بھی ہیں جو کہ صحیح ابن خذیمة ومستدرك حاكم میں ہیں ۔(۷)

اِس طرح اِن الفاظ والی روایت کو تقویت حاصل ہوگئی۔

اِس سے آگے حدیث میں ہے کہ پھر میں نے پوچھا کہ:

اس کے بعد، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْن))

''پھر والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔''

میں نے کہا: اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).(۸)

''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

اِس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل بروقت نماز کو قرار دیا گیا ہے۔

## حدیث نمبر ④

ایک دوسری حدیث جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ان امور سے بھی پہلے آپ ﷺ نے ایمان باللہ کو شمار کیا ہے اور صاحبِ فتح الباري لکھتے ہیں کہ ان ہر دو حدیثوں میں کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ امام ابن دقیق العید کے بقول حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں بدنی اعمال مذکور ہیں جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(۷) فتح الباری ۲/ ۱۰

(۸) بخاري :۹/۲ ، ابنِ خذيمة : ۱/ ۱۶۹، ابنِ حبان : ۲۸۰ ، الموارد، مختصر الترغيب لابنِ حجر ص: ۲۷ .

سے مروی حدیث میں جو ایمان باللہ کا ذکر ہے وہ بدنی اعمال سے نہیں بلکہ قلبی اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔(۹)

## حدیث نمبر 5

ایک اور حدیث اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے جو کہ شعب الایمان بیهقي میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَفْضَلُ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَ قْتِهَا)).(۱۰)

''افضل عمل وقت پر نماز کو ادا کرنا ہے۔''

اور اس سے آگے بعض دیگر امور بھی مذکور ہیں۔

## حدیث نمبر 6

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ پنجگانہ کی پابندی کرنے والوں کی مغفرت و بخشش کی بشارت سنائی ہے جیسا کہ أبو داود، نسائي،ابن ماجة ، مو طأ امام مالك اور صحيح ابن حبان و ابن سكن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ

---

(۹) فتح الباری ۹/۲

(۱۰) صحيح الجامع ۱/۱/ ۳٦۷ والصحيحة حديث (۱٤۷۹)

فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُ وَ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهُ))(۱۱)

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے لیئے اچھی طرح وضوء کیا اور انہیں ان کے اوقات (اُولیٰ) پرادا کیا، ان کے رکوع وسجود پوری طرح ادا کیئے، اوران میں خشوع وخضوع کا اہتمام کیا، اس کیلئے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اُسے بخش دے گا، اور جس نے ایسا نہ کیا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں اگر وہ چاہے گا تو اسے بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔''

## حدیث نمبر ⑦

اسی مفہوم کی ایک حدیثِ قُدسی بھی ہے جو مسند طيا لسي، کتاب الصلوٰة محمد بن نصر مروزی اور معجم کبیر طبرانی میں صحیح سند سے مروی ہے جس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَتَانِي جِبْرِيْلُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: اِنِّي قَدْ فَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَمَنْ وَافَى بِهِنَّ عَلٰى وُضُوْئِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَرُكُوْعِهِنَّ وَسُجُوْدِهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدِي بِهِنَّ عَهْدٌ

---

(۱۱) ابو داوٗد مع العون ۲/۹۳ ۔ ۹۴ ۔ الفتح الرباني ۲/ ۲۳۴ صحیح النسائي (٤٤٥) ابن ماجة (١٤٠١) صحيح الترغيب (٣٦٦) موارد الظمآن (٢٥٣، ٤٢٥٣)، صحيح الجامع (٣٢٤٣) مشكوٰة ١/ ١٨٠ المنتقى ١/١/ ٢٩٤

أَنْ أُدْخِلَهُ بِهِنَّ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَنِي انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ رَحِمْتُهُ)).(۱۰۲)

''میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے وضوء، اوقات، رکوع اور سجود کا صحیح طور پر حق ادا کیا اس کیلئے میرا عہد ہے کہ اس کے عوض میں اُسے جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو اس حال میں مجھ سے ملا کہ ان میں سے کسی چیز میں کمی کر کے آیا تو اس کیلئے میرا کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر چاہا تو اسے عذاب کروں گا اور اگر چاہا تو اس پر رحم کروں گا۔''

اس حدیث شریف کی رو سے نمازِ پنجگانہ کی صحیح طور پر پابندی کرنے والے شخص سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیثِ قدسی ہے جبکہ تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی گزری ہے۔

## حدیث نمبر ⑧

بعض احادیث میں نماز کے فضائل کچھ اس انداز سے مذکور ہوئے ہیں کہ جب کوئی شخص نماز میں مشغول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم اس انداز سے اس پر ہو جاتی ہے کہ جب تک وہ مشغولِ نماز رہے، اللہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ چنانچہ ابن ماجۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَخَلَ فِي صَلٰوتِهٖ أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ،

(۱۰۲) (بحوالہ صحیح الجامع ۱۱۱۱/۷۹)

فَلَا يَنْصَرِفُ عَنْهُ حَتّٰى يَنْقَلِبَ أَوْيُحْدِثَ حَدَثَ سُوْءٍ )).(١٣)

''جب کوئی شخص نماز میں داخل ہوتا ہے (یعنی نماز شروع کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اپنے وجہِ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت تک نظرِ کرم نہیں ہٹاتا جب تک کہ وہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے یا حادث (بے وضوء) نہ ہو جائے۔''

## حدیث نمبر ⑨

ذکرِ الٰہی کے دوران آدمی کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے جو کہ ایک بہت بلند مقام ہے۔ اور نماز بھی چونکہ ذکرِ الٰہی کا ایک اہم طریقہ ہے۔ لہٰذا دورانِ نماز بھی معیتِ الٰہی آدمی کے شاملِ حال ہوتی ہے کیونکہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور مسند أحمد میں موصولاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیثِ قدسی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ : أَنَا مَعَ عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ)).(١٤)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے یاد کرے اور جب بھی میرے ذکر سے اس کے ہونٹ ہلیں۔''

---

(١٣) ابن ماجه حديث (١٠٢٣)، والصحيحة حديث (١٥٩٦)، صحيح الجامع ٦٢/١ حديث (١٦١٤)

(١٤) ابن ماجة حديث (٣٧٩٢)، موارد (١٩-٢٣)، صحيح الجامع ١٥١/٢/١ مشكوٰة حديث (٢٢٨٥)

## حدیث نمبر ⑩

یہ نمازیں گناہوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ معجم طبراني کبیر، سُنن بیھقي اور حلیة الأولیاء ابونعیم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِنَّ عَبْداً اِذَا قَامَ یُصَلِّيْ اُوْتِيَ بِذُنُوْبِهٖ كُلِّهَا فَوُضِعَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ وَعَاتِقَیْهِ فَكُلَّمَا رَكَعَ اَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ))(۱۵)

”جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے تمام (صغیرہ) گناہ اس کے سر اور کندھوں پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ جب بھی وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے وہ گناہ اس سے گر جاتے ہیں۔“

## حدیث نمبر ⑪

اسی مفہوم کی دوسری دلیل وہ حدیث بھی ہے جو کہ صحیح مسلم، ترمذي اور مسند أحمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَّابَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ))(۱۶)

”پانچ نمازیں، اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک اور رمضان سے لے کر رمضان تک اپنے مابین کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔“ [یعنی کبیرہ گناہ توبۂ صادقہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا]

---

(۱۵) صحیح الجامع ۱/ ۲/ ۷۸، الصحیحة حدیث (۱۳۹۸)

(۱۶) الفتح الرباني ۲/ ۱۹۹، مشکوٰة ۱/ ۱۷۹، صحیح الجامع ۲/ ۳/ ۳۶۶

## حدیث نمبر ⑫

اسی بات کو ایک حدیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک بڑی عمدہ مثال دے کر سمجھایا ہے۔ چنانچہ بخاري ومسلم کی ایک متفق علیہ حدیث جو کہ ترمذي ونسائی اورمسند أحمد میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((أَرَأَيْتُمْ لَوْأَنَّ نَهراً بِبَابِ أَحَدِكُم يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ))

''کیا خیال ہے اگر کسی کے گھر کے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو، وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا:

((لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ))

''اس پر میل نامی کوئی چیز نہیں رہے گی''

تب آپ ﷺ نے فرمایا :

((فَذَٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا))(۱۷)

''یہی مثال ان پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کے میل کچیل کو محو کر دیتا ہے۔''

---

(۱۷) بخاري(۵۲۸) مسلم۱۷۰/۵/۳، صحیح الترمذي(۱-۲۳) صحیح النسائي(۴۴۸) .الفتح الرباني ۲۰۲/۲ مشکوٰۃ ۷۹/۱، صحیح الترغیب (۳۶۰)، مختصر الترغیب ص ۲۷ ،قال :اخرجه ابن ماجه من حديث عثمان

## حدیث نمبر (13)

طبرانی ومسند أحمد میں حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِنَّ کُلَّ صَلٰوۃٍ تَحُطُّ مَا بَیْنَ یَدَیْهَا مِنْ خَطِیْئَةٍ)) (۱۸)

”بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے کے کیئے گئے (صغیرہ) گناہوں کو مٹادیتی ہے۔“

## حدیث نمبر (14)

ان نمازوں کے گناہوں کا کفارہ ہونے کا ذکر صحیح مسلم، مسند أحمد اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ مُسْلِمٍ یَتَطَهَّرُ فَیُتِمُّ الطَّهَارَةَ الَّتِي کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَیُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا)) (۱۹)

”کوئی مسلمان جب اچھی طرح وضوء کرے اور پھر یہ پنجگانہ نمازیں ادا کرے تو یہ ان کے مابین کیئے گئے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔“

---

(۱۸) الفتح الرباني ۳/ ۲۰٤، صحیح الترغیب حدیث (۳٦١)، صحیح الجامع ١/ ٢/ ٢٢٦

(۱۹) مسلم مع النووي ۲/ ۳/ ۱۱۵، الفتح الرباني ۲/ ۲۰۲، الترغیب والترهیب للمنذري ۱/ ۳۰۰

## حدیث نمبر (15)

صحیح بخاري ومسلم اور مسندأحمد میں ہی حضرت عثمان غنیؓ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

(( لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ اِلَّاغَفَرَاللّٰهُ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي تَلِيهَا )).(٢٠)

''جب کوئی شخص خوب اچھی طرح وضوء کر کے نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس نماز اور اس سے ملنے والی دوسری نماز کے مابین والے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

## حدیث نمبر (16)

نمازوں کے گناہوں کا کفّارہ ہونے کے سلسلہ میں ایک حدیث صحیح بخاري و مسلم اور سُنن أربعة میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے جس میں وہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں :

((أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِنْ اِمْرَأَةٍ قُبْلَةً ))

''ایک آدمی نے کسی غیر عورت کا بوسہ لے لیا۔''

یہ تو صحیح بخاري کے الفاظ ہیں جبکہ صحیح مسلم اور سُنن میں ہے کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

---

(٢٠) بخاري (١٦٠) مسلم مع النووي ٢/ ٣/ ١١٢ ، شرح السنة بغوي حديث (١٥٣) الاحسان حديث (١٠٤١) ،الفتح الرباني ٢/ ٢٠١ ، صحيح الجامع ٢١٥/٦/٣، صحيح الترغيبحديث (٣٦٠)

((اِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً فِي الْبُسْتَانِ فَفَعَلْتُ بِهَا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أُجَامِعْهَا، قَبَّلْتُهَا وَلَزِمْتُهَا))

"مجھے باغ میں ایک عورت مل گئی۔ میں نے اس سے سب کچھ کیا سوائے اس کے کہ جماع نہیں کیا، بوس و کنار کیا۔"

اب آپ ﷺ مجھے جو سزا چاہیں دے دیں۔

تب نبی اکرم ﷺ پر سورہ ہود کی آیت: ۱۱۴ نازل ہوئی جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ [سورة هود: ١١٤]

"اور دن کے دونوں کناروں (یعنی صبح و شام) اور کچھ رات گزرنے پر نماز قائم کرو، یقین کرو کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ یاددہانی ہے اللہ کو یاد رکھنے والوں کیلئے۔"

(اس آدمی نے سمجھا کہ نمازوں سے گناہوں کے کفّارہ کی یہ رعایت شاید صرف میرے لیئے ہی ہو چنانچہ) اس نے پوچھا:

(أَلِيْ هٰذَا؟)

"کیا یہ صرف میرے لیئے ہی ہے؟"

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (صرف تمہارے لیئے ہی نہیں بلکہ)

((لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي)).(٢١)

"میری امت کے ہر اس شخص کیلئے ہے جو اس پر عمل کرے گا۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہو

---

(٢١) بخاري مع الفتح ٨/٢، ـ٣٥٥/٨ ـ مختصر مسلم للمنذري حديث (٣١٤٣)

جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہوں کیلئے توبہ کے سوا کوئی چارہ نہیں جیسا کہ جمہور اہلِ علم کا کہنا ہے۔(۲۲)

## حدیث نمبر 17

ان فرضی نمازوں کی ادائیگی کرنے والوں کو غافلوں میں شمار نہیں کیا جاتا اگرچہ وہ راتوں کے نفلی قیام اور نفلی روزے وغیرہ بھی نہ رکھتے ہوں کیونکہ مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ حَافَظَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوٰاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ))۔(۲۳)

"جو شخص فرض نمازوں کی پابندی ومحافظت کرے وہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا اور جو شخص رات کو (قرآنِ کریم کی) سو آیت پڑھ لے اس کا شمار قانتین (فرمانبرداروں) میں ہوجاتا ہے۔"

## حدیث نمبر 18

صحیح ابن خذیمۃ وابن حبان اور مسند بزار میں حضرت عمر بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !

((أَرَأَيْتَ اِنْ شَهِدْتُّ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

(۲۲) فتح الباري ۳۵۷/۸

(۲۳) بحواله الصلوة للكليب ص ۲۰۲ ۔ من المجموعة ۔ قال الحاكم: علىٰ شرط الشيخين ووافقه الذهبي والألباني

وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأَدَّيْتُ الزَّكٰوةَ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أَنَا ؟ ))

''اگر میں اس بات کی شہادت دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان المبارک کے دنوں کو روزہ رکھوں اور راتوں کو قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ)).(۲۴)

''تمہارا شمار صدیقین اور شہداء میں سے ہوگا۔''

## حدیث نمبر ⑲

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے جن اعمال کو دخولِ جنت کا ذریعہ بتایا ہے، انہی میں سے ہی ایک یہ نماز بھی ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں میز بانِ رسول ﷺ حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا:

((أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ))

''مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جو مجھے جنت میں داخل کردے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

---

(٢٤) مختصر الترغيب ٢٦ ، صحيح الترغيب للألباني (٣٥٨) موارد الظلمآن (١٩)

((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئاً وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ)) .(٢٥)

''صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔ اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور صلہ رحمی کرو۔''

## حدیث نمبر 20

فضائلِ نماز کے سلسلہ میں ہی أبو داؤد و مسند أحمد ،الكامل لا بن عدي اور تاریخ دمشق لا بن عساکر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صَلٰوةٌ فِيْ إِثْرِ صَلٰوةٍ ، لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ)).(٢٦)

''ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس حال میں ادا کرنا کہ ان دونوں نمازوں کے مابین کوئی لغو فعل سرزد نہ ہوا ہو، یہ علّیین میں نامۂ اعمال لکھے جانے کا سبب ہے۔''

## علّیین و سجّین :

اس حدیث کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ تیسویں پارے کی سورۃ المطفّفین میں مذکور علّیین اور سجّین نامی دونوں مقامات کے بارے میں علم ہو کہ وہ کیا ہیں؟ اور یہ معلومات خود اسی سورت میں مذکور ہیں۔ چنانچہ اس کی آیت

---

(٢٥) صحيح مسلم ١/١/ ١٧٢ ،مختصر الترغيب ص:٢٧ ،صحيح الترغيب (٧٤٦) ، التجريد الصريح ١٠٣/١/١

(٢٦) صحيح ابي داوٗد(٥٢٢ ، ١١٤٥) ، صحيح الجامع (٣٨٣٧)

۷،۸،اور ۹ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِىْ سِجِّيْنٍ ۞ وَمَآ أَدْرٰاكَ مَا سِجِّيْنٌ ۞ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴾ [سورة المطففين:۷،۸،۹]

''ہرگز نہیں، یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجّین (قید خانے) کے دفتر میں ہے۔اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ قید خانہ یا سجّین (کا دفتر) کیا ہے؟ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔''

معلوم ہوا کہ سجّین وہ مقام ہے جہاں بدکاروں کے اعمال ناموں کا دفتر ہے۔

چنانچہ اسی سورت کی آیت ۱۸تا۲۱ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ ۞ وَمَآ أَدْرٰاكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۞ كِتٰبٌ مُّرْقُوْمٌ ۞ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾

[سورة المطففين:۱۸۔۲۱]

''یقیناً نیکوکاروں کا نامۂ اعمال علیّین میں ہے۔آپ کو کیا معلوم کہ علیّین کیا ہے؟ وہ تو ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔اس کے پاس مقرب (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں۔''

اس سے اگلی آیات میں ابرار یا نیکوکاروں کو ملنے والی جنت کی نعمتوں میں سے بعض کا ذکر آیا ہے اس طرح نماز کے فضائل کا اندازہ بآسانی ہوجاتا ہے۔

## حدیث نمبر (21)

بعض احادیث میں نماز کو نورِ صراط اور قیامت کے دن ذریعۂ نجات قرار دیا گیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم، ترمذي اور مسند أحمد میں حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ ، وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ [أَوْ تَمْلَأُ] مَابَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَآءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْعَلَيْكَ)).(۲۷)

''طہارت ونظافت نصفِ ایمان (یا ایمان کا ایک حصہ) ہے۔اور الحمد للہ کی تسبیح کرنا تراز وکو نیکیوں سے بھر دیتا ہے۔اور سبحان اللہ اور الحمد اللہ کی تسبیح کرنے سے زمین وآسمان اس کی نیکیوں سے بھر جاتے ہیں ،نماز (نمازی کیلئے) ذریعۂ نور ہے۔اور صدقہ وخیرات دلیل وبرہانِ نجات ہے۔اور صبر روشنی ہے (جس سے مصائب ومشکلات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں) اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے۔''

یعنی اگر اس کی تلاوت کروگے اور اس کے احکام پر عمل کروگے تو وہ تمہارے حق میں حجت بن جائے گا۔اور اگر اس کو پسِ پشت ڈال دوگے تو تمہارے خلاف حجت بن جائے گا۔اس حدیث میں نماز کو نور قرار دیا گیا ہے۔اور اس بات کی تائید اگلی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

## حدیث نمبر (22)

صحيح مسلم،نسائي،صحيح ابن حبان اور مستدرك حاكم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر شروع کیا اور اس کے بارے میں فرمایا :

---

(۲۷) مختصر مسلم للمنذري حديث (۱۲۰) ،صحيح الجامع ۲/٤/۲۰ - ۲۱

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا ، كَانَتْ لَهُ نُوراً أَوْبُرْهَاناً وَنَجاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).(٢٨)

''جس نے اس کی نگہداشت ومحافظت کی تو یہ نماز اس کیلئے قیامت کے دن نورِ راہِ صراط، برہان ودلیلِ خیراور ذریعۂ نجات بن جائے گی۔''

## حدیث نمبر 23

سنن نسائي وبيهقي ، مسند أحمد اورمستدرك حاكم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((حُبِّبَ اِلَيَّ مِن دُنْيَاكُمُ النِّسَآءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ)). (٢٩)

''تمہاری دنیامیں سے میرے نزدیک محبوب ترین دو چیزیں ہیں: عورتیں (یعنی بیویاں) اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

## حدیث نمبر 24

نماز ہی وہ عمل ہے جس کی تاکید نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں بھی کی تھی جیسا کہ الأدب المفرد امام بخاري، أبو داؤد، ابن ماجة، مسند بزار، اور مسند أحمد میں حضرت علی، ام سلمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

((كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم : الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا

---

(٢٨) ابن حبان ٢٥٤ ، وقال المنذري : اسناده جيّد كما فى تحقيق المشكوٰة ١/ ١٨٣ ، وثق رجاله الهيثمى كما فى كتاب الصلٰوة للكليب ص ٢٥، من المجموعه ، الصلٰوة لابن القيم وتحقيقه ص ٤٦

(٢٩) صحيح سُنن النسائي حديث (٣٦٨٠) الفتح الرباني ٢/ ٢٠٦ وصحيح الجامع ٢/ ٣/ ٨٧

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) .(٣٠)

’’نماز کا خیال رکھو، نماز کا خیال رکھو، اور غلاموں، کنیزوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی ان پر زیادتی نہ کرو)۔‘‘

## حدیث نمبر 25

نماز کے بارے میں یہ تاکید کیوں نہ ہوتی جبکہ ایک حدیث میں اسے دین اسلام کا ستون قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ترمذي ، مسند أحمد ، مسند طيالسي ، مستدرك حاكم اور مصنّف عبد الرزاق میں ہے:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ ، وَعَمُودُهُ الصَّلٰوةُ)) .(٣١)

’’دین کی چوٹی اسلام ہے اور دین کا ستون نماز ہے۔‘‘

## حدیث نمبر 26

نماز ہی کے ذریعے قربِ الٰہی بھی نصیب ہوتا ہے حتیٰ کہ صحیح بخاري، سنن کبریٰ بیهقي اور حلية الأولياء ابو نعيم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ قدسی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : مَنْ عَادىٰ لِي وَلِيّاً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطُشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي

---

(٣٠) الأدب المفرد (١٥٨)۔ الفتح الرباني ٢٠٧/٢، ٢٠٨۔ صحيح الجامع ١٩٦/٣/٢ ، صحيح ابي داؤد (٤٢٩٥) ابن ماجة (٢٩٩٨) صحيح ابن ماجة ٢٧/١ ، ١٠٩/٢ ، ابن حبان ٢٢٠۔ الارواء ٢٣٧/٧

(٣١) صحيح الترمذي حديث (٢١١٠) مستدرك حاكم ٥٧/٣ .

لَأُعْطِيَنَّهُ، وَإِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ)). (۳۲)

''اللہ کا ارشاد ہے: ''جس نے میرے کسی نیک بندے (ولی) کے ساتھ عداوت رکھی، میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لیئے جو اعمال بجالاتا ہے۔ ان میں سے میرے نزدیک اس سے محبوب عمل کوئی نہیں جو کہ میں نے اس پر فرض کردیا ہوا ہے۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے وہ چیز ضرور دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ میں کبھی کسی کام میں جسے کرنا چاہوں اتنا متردّد نہیں ہوا جتنا کہ اپنے مؤمن بندے کی جان قبض کرنے پر ہوتا ہوں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھ سے اس کی یہ ناپسندیدگی اور تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔''

اندازہ فرمائیں کہ بندۂ مومن جو فرض ونفل نمازیں ادا کرتا ہے اس کی سماعت وبصارت اور پکڑ ورفتار سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی میں آجاتی ہیں۔ اور اسی کی برکات کے باعث مؤمن کے اعضاء جسمانی میں گویا قوتِ الٰہی کام کرنے لگتی ہے۔ اللہ! اللہ، یہ کتنا بڑا شرف ہے، کتنا بڑا مقام ہے۔ قربِ الٰہی کی انتہاء ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

(۳۲) بخاري (٦٥٠٢) الصحيحة (١٦٤٠) صحيح الجامع ١١٧/٢/١-١١٨

# نماز میں پابندیٔ وقت

## قرآنِ کریم کی روشنی میں

نمازِ پنجگانہ کے اوقات سے تعلق رکھنے والی تفصیلات، تمام نمازوں کے اوقات کی تعیین اور اوّل وقت میں نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت پر دلالت کرنے والی احادیث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں پابندیٔ وقت بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہا نماز پڑھ لی، بلکہ اصل یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اسے ادا کرنے میں تاخیر اور سُستی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ دورانِ جنگ بھی نماز کا وقت ہو جائے تو اگرچہ اس کا طریقۂ ادا بدل جاتا ہے مگر بلا وجہ اس کے وقت میں تقدیم وتاخیر کی اس حالت میں بھی اجازت نہیں دی گئی یہاں تک کہ سورۃ بقرۃ آیت: ۲۳۹ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً أَوْ رُكْبَاناً فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّالَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ [سورہ البقرہ:۲۳۹]

”اگر (دشمن کا) خوف ہو تو پیدل چلتے چلتے یا سواری پر بیٹھے ہی نماز ادا کرلو۔ ہاں جب تم (دشمن کے خوف سے) امن پا لو تو پھر اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھلایا ہے جو کہ تم پہلے نہیں جانتے تھے۔“

سورۂ نسآء آیت: ۱۰۳ میں صلوٰۃ الخوف کا طریقہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰباً مَّوْقُوتاً﴾ [سورۃ النسآء:۱۰۳]

''اور جب تم (دشمن کے خوف سے) مطمئن ہو جاؤ، تو پھر (مقررہ اوقات میں ہی) نماز قائم کرو کیونکہ اہلِ ایمان پر مقررہ اوقات میں نماز کا ادا کرنا فرض ہے۔''

سورۃ البقرۃ میں طلاق وغیرہ کے مسائل کے تذکرہ کے درمیان ہی آیت: ۲۳۸ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ [سورة البقرہ:۲۳۸]

''سب نمازوں کی بروقت ادائیگی ومحافظت کرو، اور خاص طور پر درمیانی نماز کی اور دورانِ نماز اللہ کے سامنے ادب وعاجزی سے کھڑے ہوا کرو۔''

مسائلِ طلاق کے درمیان نماز کی پابندی واہتمام کا ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاشی، معاشرتی یا عائلی اور کسی بھی قسم کی مصرفیات میں نمازوں کے اوقات کا پورا پورا خیال رکھو، اور اس میں تقدیم وتاخیر نہ کرو۔

## نمازِ وسطی

مذکورہ آیت میں ﴿والصلوٰۃ الوسطیٰ﴾ یعنی درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟

خصوصی اہمیّت کی مالک اس نماز کی تعیین میں اہلِ علم کے متعدد اقوال ہیں۔

جن میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نمازِ فجر ہے۔

کچھ کا کہنا ہے کہ یہ نمازِ ظہر ہے۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد نمازِ مغرب ہے۔

اور کسی نے نمازِ عشاء کہا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ پانچوں میں سے کوئی ایک ہے مگر اسے لیلۃ القدر کی طرح مبہم رکھا گیا ہے۔

کسی نے نمازِ باجماعت کو وسطیٰ قرار دیا ہے۔ اور نمازِ جمعہ، نمازِ خوف، عید الفطر، عید الاضحیٰ، نمازِ وتر اور نمازِ ضحیٰ یا چاشت کو بھی نمازِ وسطیٰ کہا گیا ہے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ پانچوں نمازوں کے مجموعے کو نمازِ وسطیٰ کہا گیا ہے۔

جبکہ ان میں سے اکثر اقوال بلادلیل ہیں۔ خصوصاً نمازِ جمعہ، نمازِ خوف، نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ، نمازِ وتر اور نمازِ ضحیٰ کو الصلوٰۃ الوسطیٰ کہنے والوں کے پاس قرآن وسُنّت کی واضح مرفوع اور صحیح دلیل کوئی نہیں ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت بیان کی ہے کہ نمازِ پنجگانہ کے مجموعے کا نام نمازِ وسطیٰ ہے۔ اس روایت کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے محلِ نظر قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ امامِ ماوراء النہر علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے کثیر الاطلاع اور قوی الحافظہ ہونے کے باوجود نمازِ پنجگانہ کے مجموعے والے اسی قول کو اختیار کیا ہے حالانکہ قرآن وسُنّت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی اس کی دلیل نہیں ہے۔

اور یہ جو قول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور حضرت سعید بن مسیّب، قاضی شریح، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع، ربیع بن خثیم، امام قرطبی اور امام الحرمین جوینی رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کی طرح نمازِ وسطیٰ کو بھی مبہم رکھا گیا ہے۔ (۳۳)

---

(۳۳) تفسیر ابن جریر طبری ۵/ ۲۲۰

یہ قول بھی اس بناء پر صحیح نہیں کہ نماز وسطیٰ کی تعیین با قاعدہ صحیح احادیث میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے جیسا کہ ہم ان احادیث کو بھی ذکر کرنے والے ہیں ۔

معروف تفسیر واحدی کے مؤلّف نے نمازِ عشاء کے نمازِ وسطیٰ ہونے کے قول کو اختیار کیا ہے ۔ اور امام ابن جریر طبری نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے نمازِ مغرب کے بارے میں نمازِ وسطیٰ ہونے کا قول نقل کیا ہے لیکن قبیصہ والی ابن جریر رحمہ اللہ کی روایت غیر ثابت ہے ۔ (۳۴)

اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے مگر اس کی سند بھی امام ابن کثیر کے بقول محلِّ نظر ہے ۔ (۳۵)

اور محض یہ کہہ دینا کہ مغرب سے پہلے ظہر وعصر ہیں اور بعد میں عشاء و فجر ہیں لہٰذا یہ وسطیٰ ہوئی ، یہ بات نصوص کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔

## علمائے تفسیر کی تصریحات :

اب نمازِ وسطیٰ کے بارے میں صرف تین قول باقی ہیں اور وہ ہیں : فجر ، ظہر اور عصر والے ۔ تو آیئے ان میں سے راجح ترین کی تعیین کے لئے احادیثِ رسول ﷺ اور اقوالِ شارحین سے پہلے علمائے تفسیر کی تصریحات ملاحظہ کریں ۔

## امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ :

سورۂ بقرہ کی اس مذکورہ آیت : ۲۳۸ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام المفسرین ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کی جلد پنجم کے صفحہ : ۱۶۷ تا ۲۲۷ تک مختلف اقوال

---

(٣٤) تحقيق ابن جرير ٥/ ٢١٤ـ ٢١٥

(٣٥) تفسير ابن كثير ١/ ٢٩٠ـ ٢٩٤ ونيل الأوطار ١/١/ ٣١١ وحسّنه فى فتح القدير ولكنه موقوف، تحقيق ابن جريرa ٥/ ٢١٤، ٢١٥، ٢٢٠

اوران کے دلائل ذکر کیئے ہیں ۔اوران ۶۰ صفحات میں دی گئی تفصیلات کا خلاصہ صفحہ :۲۲۱ پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

(وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ عَنْ ذٰلِکَ مَا تَظَاهَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا قَبْلُ ، وَهُوَ أَنَّهَا الْعَصْرُ)(۳۶)

''اور ہماری ذکر کردہ احادیثِ رسول ﷺ کے مجموعے سے ثابت ہوتا ہے کہ مختلف اقوال میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ نمازِ وسطیٰ سے مراد نمازِ عصر ہے۔''

## امام قرطبیؒ:

امام قرطبی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت لکھا ہے کہ نمازِ وسطیٰ کی تعیین کے سلسلے میں اہلِ علم کے دس اقوال ہیں اور سب کی کچھ تفصیل ودلائل بھی ذکر کیئے ہیں جبکہ نمازِعصر والے قول کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت علی ، ابن عباس ،ابن عمر، ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کا بھی یہی اختیار ہے۔امام شافعی اور اکثر علمائے حدیث نے بھی یہی کہا ہے۔مالکی علماء میں سے ابن حبیب ،ابن العربی ، اور ابن عطیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور اہلِ علم کا یہی قول ہے۔اورآگے صحیح مسلم و ترمذي اور دیگر کتب کے بعض دلائل ذکر کیئے ہیں اور بعض کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے امام قرطبی کا دلی رجحان بادیٔ النظر میں یہی نظر آتا ہے کہ وہ بھی کسی حد تک نمازِ عصر کے ہی نمازِ وسطیٰ ہونے کے قائل ہیں لیکن انہوں نے صحیح تر قول اسے قرار دیا ہے کہ وہ نماز غیر معیّن اور مبہم ہے کیونکہ اقوال کے دلائل متعارض ہیں اور ترجیح کی کوئی واضح صورت

---

(۳۶) تفسیر ابن جریر طبري ۲۲۱/۵ بتحقیق علامه احمد شاکر

بھی نہیں ۔(۳۷)

امام مسلم کا اختیار بھی یہی بتایا ہے اور صحيح مسلم ، مسند عبد بن حميد،أبو داود في الناسخ ،ابن جرير وبيهقى، ابن حزم ، مستدرك حاكم اور معاني الأثار طحاوي کی وہ حدیث بطورِ دلیل ذکر کی ہے جس میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی :

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ﴾

''نمازوں کی محافظت کرو خصوصاً نمازِ عصر کی۔''

جب تک اللہ نے چاہا ہم اس آیت کی اسی طرح تلاوت کرتے رہے پھر یہ آیت اللہ نے منسوخ کردی اور یہ آیت اتاری :

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾

[سورة البقره :۲۳۸]

''نمازوں کی محافظت کرو خصوصاً نمازِ وسطیٰ کی۔''

تب ایک آدمی نے کہا: تو پھر وہ نمازِ عصر ہوئی۔اس پر حضرت براء نے فرمایا:

''میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پہلے یہ آیت کیسے نازل ہوئی اور پھر اللہ نے اسے کیسے منسوخ کیا؟ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے'' ۔(۳۸)

امام قرطبی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس سے لازم آتا ہے کہ اس نماز کی پہلے تعیین تو کی گئی مگر پھر وہ تعیین منسوخ کردی گئی اور اسے مبہم چھوڑ دیا گیا لہٰذا تعیین نہ رہی۔'' (۳۹)

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

---

(۳۷) القرطبی ۲/۳/۲۰۹ ـ ۲۱۳ طبع مصر

(۳۸) القرطبي ۲/۳/۳۱۲ وتحقيق ابن جرير ۵/۱۹۳ وفتح القدير شوكاني ۱/۲۵۷

(۳۹) قرطبي ۲/۳/۲۱۲

## علامہ آلوسی:

علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعاني جلد اوّل جزء دوم صفحہ (۱۵۶، ۱۵۷) پر یہ بحث ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی یومِ احزاب کے واقعہ سے تعلق رکھنے والی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ رسول ﷺ کی رو سے اکثر اہلِ علم نے صحیح اسے ہی قرار دیا ہے کہ وہ نمازِ عصر ہے۔ اور آگے چل کر انہوں نے بعض محققین کے حوالہ سے اس کے نمازِ عصر ہونے پر متعدد احتمالات وارد کیے ہیں ۔ اور چند احادیث سے یہ واضح کیا ہے کہ وہ نمازِ ظہر ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔

## علامہ محمد رشید رضا:

علامہ محمد رشید رضا مصری نے اپنی تفسیر المنار جلد دوم ص (۴۳۷، ۴۳۸) پر یہ بحث کی ہے اور احادیث کی رو سے سب سے صحیح تر قول نمازِ عصر والے قول کو قرار دیا ہے ۔

## امام شوکانی رحمہ اللہ:

معروف مجتہد امام شوکانی رحمہ اللہ نے منتقیٰ الأخبار کی شرح نیل الأوطار میں بڑی تفصیل ذکر کی ہے، اور اس سلسلہ کے سترہ اقوال نقل کیے ہیں ۔ اور ان کے دلائل وغیرہ کے تذکرہ کے بعد سب سے راجح تر قول نمازِ عصر والی رائے کو ہی قرار دیا ہے ۔(۴۰)

---

(۴۰) نیل الأوطار ۱/۱/۳۱۱ ۔ ۳۱۸ آخر جزء اوّل

اور انہی سترہ اقوال کی طرف اشارہ کر کے اپنی تفسیر فتح القدیر میں بھی مذکورہ آیت کے تحت لکھا ہے:

((رَاجِحُ الْأَقْوَالِ وَأَصَحِّهَا مَاذَهَبَ اِلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ مِنْ أَنَّهَا الْعَصْرُ لِمَا ثَبَتَ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَأَهْلِ السُّنَنِ وَغَيْرِهِمْ)) .(۴۱)

''بخاری و مسلم اور سُنن وغیرہ کتبِ حدیث میں ثابت شدہ احادیث کے پیش نظر صحیح تر قول جمہور کا ہی ہے جو کہتے ہیں کہ نمازِ وسطیٰ نمازِ عصر ہے۔''

## امام ابن کثیر رحمہ اللہ:

انتہائی مشہور و معروف مفسر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کافی تفصیل ذکر کی ہے۔ دیگر اقوال سے قطع نظر نمازِ فجر و ظہر اور عصر کے نمازِ وسطیٰ ہونے والے اقوال کے دلائل بھی ذکر کیئے ہیں اور سب سے زیادہ جگہ نمازِ عصر سے متعلقہ دلائل کو دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ امام ترمذی و بغوی رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء نے نمازِ عصر کو ہی نمازِ وسطیٰ کہا ہے۔ اور قاضی ماوردی کے بقول جمہور تابعین کا بھی یہی قول ہے۔ اور امام ماوراء النہر علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اکثر محدّثینِ کرام نے بھی یہی کہا ہے۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ جمہور اہلِ علم کا بھی یہی قول ہے۔ اور حافظ دمیاطی کی کتاب ''کشف الغطاء في تبيين الصلوة الوسطى'' سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ نمازِ عصر ہے۔ اور صحابہ کرام میں سے حضرت عمرِ فاروق، علی، ابن مسعود، ابو ایوب،

(۴۱) تفسیر فتح القدیر ۲۵۶/۱ ۔ دار الفکر بیروت .

عبد اللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ام المومنین حضرت حفصہ، ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی نمازِ عصر ہی کی روایات وارد ہوئی ہیں جبکہ حضرت عبد اللہ بن عمر، ابن عباس اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے (اگرچہ بعض دیگر اقوال بھی مروی ہیں لیکن) صحیح تر قول کے مطابق ان کے نزدیک بھی نمازِ عصر ہی ہے۔

تابعین میں سے حضرت عبیدہ، ابراہیم نخعی، زر بن حبیش، سعید بن جبیر، ابن سیرین حسن بصری، قتادہ، ضحاک، کلبی، مقاتل، عبید بن مریم اور دیگر حضرات رحمہم اللہ سے یہی نماز مروی ہے جبکہ ائمہ وفقہاء مذاہبِ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اور قاضی ماوردی کے بقول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی۔ اور ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے دو ارشد تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سے (اگرچہ دوسرے اقوال بھی مروی ہیں لیکن) ان کے صحیح تر قول کے مطابق ان کے نزدیک بھی عصر ہی ہے، اور حبیب مالکی رحمہ اللہ کا اختیار بھی یہی ہے۔(۴۲)

## ① نمازِ فجر کہنے والوں کے دلائل اور ان کا جائزہ:

نمازِ فجر کو نمازِ وسطیٰ کہنے والوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان میں سے کسی ایک بھی مرفوع صریح اور صحیح روایت سے نمازِ فجر کے نمازِ وسطیٰ ہونے کا پتہ نہیں چلتا بلکہ وہ جتنی بھی روایات ہیں یا تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر موقوف ہیں یا تابعین رحمہ اللہ کے آثار ہیں۔

امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بارہ روایات وہ ذکر کی ہیں جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر موقوف ہیں، جن میں سے نو تو صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔ ایک روایت

(۴۲) تفسیر ابن کثیر ۱/۲۹۱

ابو عالیہؒ نے صحابی کا نام لیئے بغیر بیان کی ہے اور ایک عام صحابہ سے نام ذکر کیئے بغیر نقل کی ہے۔ اور ایک حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان میں سے کسی روایت میں بھی یہ مذکور نہیں کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے ۔(۴۳)

ہاں ایک تیرہویں روایت سنن نسائي میں مرفوع بھی ہے لیکن علامہ احمد شاکر کی وضاحت کے مطابق اس روایت کی سند کے صحیح ہونے اور اس کے مرفوع ہونے کے باوجود اس میں نمازِ وسطیٰ کے تعلق سے آخر میں جو تفسیری الفاظ ہیں وہ پھر موقوف ہیں یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں نہ کہ نبی اکرم ﷺ کے۔ اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عمر و انس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی ایسے اقوال منسوب ہیں۔(۴۴)

فتح القدير میں امام شوکانی رحمہ اللہ کے بقول (حضرت ابن عباس، ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ) حضرت علی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے بھی موقوف آثار ہی ملتے ہیں۔(۴۵)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تابعین میں سے امام عطاء، عکرمہ، عبد اللہ بن شداد اور ربیع رحمہم اللہ سے ایک ایک اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے دو (۲) قول نقل کیئے ہیں جن میں اِن سب نے نمازِ فجر کو نمازِ وسطیٰ کہا ہے ۔(۴۶)

جبکہ ان آثارِ صحابہ و تابعین کے دلیل کا کام دینے یا دلیل نہ بن سکنے کے سلسلہ

---

(٤٣) تفسير الطبري ٥/٢١٤-٢١٩ و ابن كثير ١/٢٩٠

(٤٤) تحقيق ابن جرير طبري ٥/٢١٥، ابن كثير ١/٢٩٠

(٤٥) فتح القدير ١/٢٥٦ - (٤٦) طبري ٥/٢١٩

میں امام شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے اپنے اقوال پر مبنی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک اثر بھی ایسا نہیں ہے جس میں اس بات کی نسبت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔

ایسے اقوال دلیل و حجت نہیں بن سکتے خصوصاً جبکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات ثابت ہو، جس پر تواتر کا دعویٰ کرنا بھی ممکن ہو۔ ایسی ثابت شدہ بات کے مقابلہ میں آنے والے اقوال تو قطعاً دلیل نہیں ہو سکتے۔ اور کسی ایسے معاملہ میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال دلیل نہیں بن سکتے تو تابعین اور تبع تابعین سے مروی اقوال بالاولیٰ دلیل نہیں ہوں گے۔ (۴۷)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نمازِ فجر کو نمازِ وسطیٰ کہنے والوں کے دلائل میں کوئی جان نہیں ہے۔

## ② نمازِ ظہر کہنے والوں کے دلائل اور ان کا جائزہ:

اب آیئے دیکھیں کہ نمازِ ظہر کو وسطیٰ کہنے والوں کے پاس کیا دلائل ہیں؟ اور ان کی حجت کی کیا حیثیت ہے؟ چنانچہ اس قول والوں کے دلائل ذکر کرتے ہوئے امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے تیرہ روایات ذکر کی ہیں جن میں سے آٹھ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہیں۔ اور انہی سے ایک روایت ایسی بھی مروی ہے جسے سند کے اعتبار سے تو ضعیف قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے مرفوع ہونے کو امام شوکانی رحمہ اللہ نے غیر صحیح اور علامہ احمد شاکر نے اسے وہم قرار دیا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو نمازِ وسطیٰ کی تعیین سے تعلق رکھتے ہیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بلکہ وہ حضرت زید بن

---

(۴۷) فتح القدیر ۲۵٦/۱

ثابت رضی اللہ عنہ ہی کے ہیں ۔(۴۸)

جبکہ چار روایات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں، جن میں سے ہی ایک میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد بھی شامل ہے جبکہ انہی دونوں حضرات رضی اللہ عنہما سے دوسری صحیح اسناد والی روایات میں نمازِ ظہر کی بجائے نمازِ عصر بھی مروی ہے جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اور امام طبری رحمہ اللہ نے وہ روایات بھی اپنی اسناد کے ساتھ اپنی تفسیر میں درج کی ہیں ۔(۴۹)

ایسے ہی بعض دیگر آثار ہیں لیکن صحیح بخاري و مسلم اور سنن وغیرہ کی ان صحیح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع ہیں یعنی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ وسطیٰ کی تعیین نمازِ عصر سے فرمائی ہے جیسا کہ نمازِ فجر کہنے والوں کے دلائل کے جائزہ کے ضمن میں بھی ذکر کیا جا چکا ہے ۔ ایسے ہی امہات المومنین حضرت حفصہ، ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن سے بھی روایات ملتی ہیں جن سے نمازِ ظہر پر استدلال کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں یہ وضاحت نہیں ہے بلکہ ان سے اس کے برعکس وہ روایات بھی ملتی ہیں جن میں نمازِ عصر کے نمازِ وسطیٰ ہونے کی صراحت موجود ہے ۔ لہٰذا ظہر والی روایات سے استدلال کمزور ہو گیا ہے ۔(۵۰)

## ③ نمازِ عصر کہنے والوں کے دلائل:

اکثر صحابہ و تابعین، ائمہ و فقہاء اور محدثین کرام کے نزدیک راجح تر قول یہ ہے کہ نمازِ وسطیٰ سے مراد نمازِ عصر ہے اور اس بات کے دلائل میں صرف امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں دو چار نہیں بلکہ چھیاسٹھ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ

---

(٤٨) تحقيق تفسير طبري ٢٠٠/٥ ـ ٢٠١، فتح القدير ٢٥٦/١

(٤٩) ابن کثیر ٢٩١/١ ـ طبری و تحقیقه ١٧٢/٥ ـ ١٧٣، ١٩٨/٥ ـ ٢٠٤

(٥٠) للتفصيل فتح القدير ٢٥٦/١ ـ ٢٥٧، نيل الأوطار ٣١٢/١/١ ـ طبري ٢٠٥/٥ ـ ٢١٤

صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ تابعین روایت کیئے ہیں اور علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے درست ہی کہا ہے کہ نمازِ وسطیٰ کی تفسیر میں امام طبری نے ایک سو تیرہ (۱۱۳) احادیث و آثار روایت کیئے ہیں۔ اور اس موضوع پر ایسا استیعاب تفسیر طبری کے سوا کسی دوسری کتابِ تفسیر و حدیث میں نہیں البتہ انہوں نے حق ادا کر دیا ہے اور حسبِ عادت اُنہوں نے دلیل کے اعتبار سے قوی ترین رائے کو راجح قرار دیتے وقت نمازِ عصر ہی کو اختیار کیا ہے اور اسی کو ثابت کرنے کے لیئے چھیاسٹھ (٦٦) احادیث و آثار بیان کیئے ہیں۔ ان سب کا یکے بعد دیگرے ذکر تو باعثِ طوالت ہوگا۔ تشنگانِ علم مذکورہ تفسیر کی جلد پنجم کے (ص ۱٦٨) سے لے کر (ص ۱۹۸) تک یعنی اکتیس (۳۱) صفحات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں تفسیر طبری اور دیگر کتبِ حدیث سے چند احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ تابعین ذکر کرتے ہیں۔

**حدیثِ اوّل**: ان میں سے پہلی حدیث صحیح بخاري و مسلم، أبو داؤد اور مسند أحمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن مشرکین کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَلأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَ بُيُوْتَهُمْ نَاراً كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ))

''اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے اُنہوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔''

جبکہ صحیح مسلم، أبو داؤد اور مسند أحمد کے الفاظ یوں ہیں:

((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، صَلٰوةِ الْعَصْرِ)). (۵۱)

''اُنہوں نے ہمیں درمیانی نماز، نمازِ عصر سے روکے رکھا۔''

(۵۱) بخاری ۸/ ۱۹۵۔ مسلم ۳/ ۵/ ۱۲۸۔ صحیح أبي داؤد (۳۹۵) المنتقی مع النیل ۱/ ۱/ ۳۱۰

اِن الفاظ میں نمازِ وسطیٰ کی وضاحت وتعیین نمازِ عصر سے کی گئی ہے۔

## حدیثِ دوم :

دوسری حدیث ابن ماجة ، بیهقي ، مصنّف عبد الرزاق ، محلّٰی ابن حزم اور تفسیر طبري میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا نَرَاهَا الصُّبْحَ [ أَوُ الْفَجْرَ ] حَتّٰى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَأَجْوَافَهُمْ النَّارَ)) . (۵۲)

''ہم نمازِ فجر کو ہی نمازِ وسطیٰ سمجھا کرتے تھے حتیٰ کہ غزوۂ احزاب کے دن میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:'' انہوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ نمازِ عصر سے روکے رکھا۔ اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔''

## حدیثِ سوم :

اِسی طرح حدیثِ اوّل سے ملتی جلتی ایک حدیث مسلم، ترمذي ، ابن ماجة ، مسند أحمد، بیهقي اور طیالسي میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں بھی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر کو ہی نمازِ وسطیٰ قرار دیا ہے۔(۵۳)

یاد رہے کہ غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق کے موقع پر بعض احادیث کی رو سے نمازِ عصر وظہر اور مغرب وعشاء سبھی میں دیر ہوگئی تھی جبکہ صحیحین کی حدیث میں صرف نمازِ عصر مذکور ہے۔ امام ابن العربي نے کہا ہے کہ دونوں طرح کی احادیث ہی صحیح ہیں

---

(۵۲) ابن ماجة حدیث (٦٨٤) ،طبري و تحقیقه ١٨٤/٥ او صححه احمد شاکر
(۵۳) المنتقیٰ ٢١٤/١/١ ـ طبري و تحقیقه ١٨٢/٥ ـ ١٨٣

اور غزوۂ خندق کا واقعہ کئی دنوں پر محیط تھا لہذا ممکن ہے کہ کسی دِن چار نمازیں اور کسی دن صرف عصر میں تاخیر ہوگئی ہو۔ (۵۴)

## حدیثِ چهارم :

صحیح مسلم، ترمذي اور دیگر کتبِ حدیث میں ایک چوتھی روایت بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ)) (۵۵)

''نمازِ وسطیٰ نمازِ عصر ہے۔''

## حدیثِ پنجم :

ترمذي ،مسند أحمد، بيهقي، تفسیرطبري اور معاني الآثار طحاوي میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ)) . (۵۶)

''نمازِ وسطیٰ نمازِ عصر ہے۔''

## حدیثِ ششم :

بیهقي اور طبراني میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بھی یہی ہیں:

((اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ)).(۵۷)

''نمازِ عصر نمازِ وسطیٰ ہے۔''

---

(٥٤) بحوالنيل الاوطار ١/١/٣١٣_٣١٤

(٥٥) صحيح مسلم ٣/٥/١٢٨ صحيح الترمذي (١٥٢) ابن ماجة (٦٨٦) المنتقیٰ، ایضاً.

(٥٦) صحيح الترمذي (١٥٣) ،الفتح الرباني ١/٢/١٦٢ ،المنتقیٰ ١/١/٣١٤

(٥٧) طبري وتحقيقه ٥/ ١٨٩ ،صحيح الجامع حديث (٣٨٣٥)

## آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اس موضوع و مفہوم کی اور بھی کتنی ہی احادیث ہیں لیکن ہم نے ان میں سے صرف صحیح اسناد والی یہ چھ احادیث ہی ذکر کی ہیں جو کہ مرفوع ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مشتمل ہیں جن کی موجودگی میں کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے بکثرت آثار بھی اسی معنیٰ کے ملتے ہیں:

### اثرِ اوّل :

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتے جلتے الفاظ سے طبري ، شعب الایمان بیهقي ، مصنّف ابن أبي شیبة اور مسند عبد بن حمید میں مروی ہے، ابوصہباء بکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نمازِ وسطیٰ کون سی ہے۔تو انہوں نے فرمایا :

((هِيَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ،وَ هِيَ الَّتِي فُتِنَ بِهَا ابْنُ دَاوُدُ )).(۵۸)

”وہ نمازِ عصر ہے اور یہی وہ نماز ہے جس سے (حضرت سلیمان) ابن داوٗد علیہما السلام آزمائے گئے تھے۔“

### اثرِ ثانی :

طبری ، بیهقی اور محلّی ابن حزم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰی صَلٰوةُ الْعَصْرِ)).(۵۹)

---

(۵۸) طبری و تحقیقه ۵/ ۱۷۰ و صححه احمد شاکر

(۵۹) طبری و تحقیقه ۵/ ۱۷۰ ،صحیح الجامع حدیث (۳۸۳۵)

''نمازِ عصر نمازِ وسطیٰ ہے۔''

## اثرِ ثالث :

اثرِ ثالث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تفسیر طبری ، مصنّف عبد الرزاق، محلّٰی ابن حزم اور معانی الآثار طحاوی (واللفظ له) میں مروی ہے اور اس کے الفاظ بھی من وعن یہی ہیں جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔(٦٠)

## اثرِ رابع:

اثرِ رابع ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جو کہ تفسیر طبری اور دیگر کتب میں مذکورہ آیت کی تفسیر کے ضمن میں وارد ہوا ہے۔ اور انہوں نے بھی نمازِ وسطیٰ کی تفسیر نمازِ عصر سے ہی کی ہے۔(٦١)

## اثرِ خامس :

اثرِ خامس طبری ، ابن أبی شیبة اور محلّٰی ابن حزم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور اس کے الفاظ بھی : (الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰی صَلٰوةُ الْعَصْرِ) ہی ہیں۔

ان آثار سے بھی پتہ چلا کہ (نمازِ وسطیٰ) نمازِ عصر ہی ہے نہ کہ کوئی دوسری نماز۔

---

(٦٠) طبری،تحقیق ١٧٠/٥ ،صحیح الجامع حدیث (٣٨٣٥)

(٦١) طبری ، تحقیق ١٧٩/٥۔١٨٠

# آثارِ تابعین رحمہم اللہ

ان آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہی تابعینِ کرام رحمہم اللہ سے بھی بکثرت آثار ملتے ہیں جن میں نمازِ وسطیٰ کی تعیین نمازِ عصر سے ہی کی گئی ہے۔ چنانچہ ابراھیم نخعی، حسن بصری، قتادہ، زرّ بن حبیش، ضحاک اور مجاہد رحمہم اللہ کے آثار تفسیر ابن جریر طبری اور اس کی تحقیق میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ (۶۲)

## خلاصۂ کلام :

اب خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ نمازِ وسطیٰ جس کی محافظت کی قرآنِ کریم میں سخت تاکید کی گئی ہے وہ نمازِ عصر ہے اور یہی راجح مسلک ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۸/۱۹۵۔۱۹۸) میں بیس (۲۰) اقوال اور ان کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد ترجیح نمازِ عصر والے قول کو ہی دی ہے۔

---

(٦٢) طبری،تحقیق ٥/ ١٧٧۔١٨٢

# نماز میں پابندیٔ وقت

## حدیث شریف کی روشنی میں

نمازوں کی ادائیگی میں پابندیٔ وقت کی بات شروع ہوئی اور قرآنِ کریم کی بعض آیات سے اس موضوع کا آغاز کیا گیا تھا۔ اور سورۃ بقرہ کی آیت (۲۳۸) میں نمازوں کی ادائیگی میں پابندیٔ وقت کی تاکید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نمازِ وسطیٰ کی محافظت کا بطورِ خاص حکم فرمایا ہے اور نمازِ وسطیٰ کی تعیین بھی ہم نے احادیث وآثار کی روشنی میں قدرے تفصیل کے ساتھ کردی ہے کہ وہ نمازِ عصر ہے۔

### ترک وتفویتِ عصر پر وعید:

نمازِ عصر اتنی قدر ومنزلت کی حامل ہے کہ اس کی اہمیت صرف اسی بات سے معلوم ہو جاتی ہے کہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن اربعة میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اَلَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ))[۶۳].

"جس کی نمازِ عصر فوت ہوگئی وہ ایسے ہے جیسے کہ کسی کے اہل ومال ہی ہلاک و برباد ہوگئے ہوں۔"

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب: (باب اثم من فاتته العصر) اور

---

(٦٣) بخاری ٣٠/٢ مسلم ١٢٥/٥/٣ صحيح ابی داؤد (٤٠٠) صحيح الترمذی (١٤٧) صحيح النسائی (٤٦٤) ابن ماجه (٦٨٥)، صحيح ابن خزيمه ١٧٣/١ - صحيح الجامع الصغير ١١٣/٥/٣ .

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے فوت ہو جانے سے مراد اس کا بالکلیہ ترک کرنا نہیں بلکہ اس کے جواز کے وقت سے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مراد ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری ، سنن نسائی و ابن ماجۃ ، مصنّف ابن بی شیبة اور مسند أحمد میں حضرت ابو ملیح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے سلسلہ میں ہم حضرت ابو بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے جبکہ اس دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے تو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

((بَكِّرُوْا صَلٰوةَ الْعَصْرِ لِأَنَّ النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ )) .(٦٤)

”نماز عصر ادا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:”جس نے نمازِ عصر ترک کر دی اس کے تمام اعمال برباد ہو گئے۔“

یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اس مقام پر بھی ترک سے مراد بالکلیہ ترک نہیں بلکہ نماز کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اس کے وقتِ جواز سے اسے نکال دینا مراد ہے۔ جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے نمازِ عصر کو جلدی ادا کرنے کے حکم سے پتہ چلتا ہے۔ مطلق ترک کر دینا یا انکار کر دینا یا انکار تو نہ کرنا مگر اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو ترک کر دینا جیسے اقوال بھی ملتے ہیں لیکن ان سب اقوال سے اولیٰ مفہوم وہی ہے جو اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی صحابی رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے اور تمام اعمال کا برباد ہو جانا وعیدِ شدید اور سخت زجر و توبیخ ہے۔

---

(٦٤) بخاری ٢/ ٣١ ـ صحيح سنن النسائي (٤٦٠) ابن ماجة (٦٩٤) صحيح ابن خذيمة ١/ ١٧٣ .

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک تمام اعمال کی بربادی کے ظاہری معنیٰ کی بجائے اقرب تاویل یہ کہ اس سے مراد محض زجرِ شدید ہے۔(٦٥)

## محافظتِ عصر و فجر :

بعض احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیں کہ جن میں نمازِ عصر کے ساتھ ہی نمازِ فجر کی ادائیگی پر محافظت اور ان دونوں نمازوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے مثلاً صحیح بخاری و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) . (٦٦)

''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی فجر و عصر) پابندی سے ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

صحیح مسلم ، ابو داود ، نسائی اور مسند أحمد و صحیح ابن خذیمة میں ابوزہیرہ عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

((لَنْ یَّلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ یَعْنِی: الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ)). (٦٧)

''وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوعِ آفتاب و غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازیں (یعنی فجر و عصر) پابندی سے ادا کیں۔''

---

(٦٥) فتح الباری ٣٢/٢_٣٣

(٦٦) البخاری ٥٢/٢ ،و مسلم ١٣٥/٥/٣ ، صحیح الجامع ٣١١/٥/٣

(٦٧) مسلم ١٣٥/٥/٣ ، صحیح ابی داوٗد (٤١٢) صحیح النسائی (٤٥٧) صحیح ابن خذیمه ١٦٤/١ ، صحیح الجامع ٥٤/٥/٣ .

صحیح مسلم، ترمذی، مسند أحمد اور معجم طبرانی میں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَّطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) . (٦٨)

''جس نے نمازِ فجر ادا کی وہ اللہ کے ذمہ میں آگیا۔ اللہ تمہیں اپنے ذمہ کو ترک کرنے کے لیۓ کسی معاملہ میں مؤاخذہ نہ کرے، ورنہ جسے اس نے اپنے ترکِ ذمہ کے لیۓ طلب کرلیا تو وہ اسے پکڑے گا۔ اور اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔''

جبکہ صحیحین و سُنن أربعة اور مسند أحمد میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا عِنْدَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَاتُضَامُوْنَ فِي رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَلَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا)) . (٦٩)

''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے پروردگار کو بھی اسی طرح دیکھو

---

(٦٨) مسلم ٥/ ١٥٨ ، صحیح الترمذی (١٨٤) صحیح الجامع ٥/ ٣١٢ ومشکوٰۃ مع المرعاۃ ٢/ ٦٧

(٦٩) بخاری ٢/ ٣٣، مسلم ٥/ ١٣٤، صحیح ابی داوٗد (٣٩٥٥) صحیح الترمذی (٢٠٦٧) ابن ماجه (١٧٧) صحیح الجامع (٢٣٠٦)

گے جس طرح آج اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمہیں اسے دیکھنے میں کمی کرنے والی کوئی چیز حائل نہیں ہوگی (لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ) اگر ہو سکے تو طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی دو نمازوں (فجر و عصر) کو ادا کرنے سے روکنے میں تم پر کوئی چیز غالب نہ آنے پائے۔"

اور پھر سورہ قٓ کی اس آیت (۳۹) کی تلاوت کی جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾

[سورة ق:۳۹]

"اور طلوعِ آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اللہ کی تسبیح کرو۔"

اس حدیث کے ایک راوی اسمٰعیل فرماتے ہیں:

(اِفْعَلُوْا فَلَا تَفُوْتَنَّكُمْ) . (۷۰)

"یہ کام کر گزرو کہ یہ نمازیں فوت نہ ہونے پائیں۔"

## اسبابِ فضیلتِ عصر و فجر:

صحیح مسلم و سُنن نسائی میں حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخمص نامی جگہ پر عصر کی نماز پڑھائی اور پھر فرمایا:

((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا ، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ أَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)). (۷۱)

---

(۷۰) بخاری مع الفتح حدیث (٥٥٤) .

(۷۱) صحيح مسلم ۳ / ٦ / ۱۱۳ ، صحيح النسائی حدیث (٥٠٧)، صحيح الجامع ۳ / ٦ / ۲٦۱

"یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کی گئی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔
پس جس نے اس کی نگہداشت کی اُسے دوہرا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد
ستارہ نکلنے (یعنی غروبِ آفتاب) تک کوئی (نفلی) نماز نہیں ہے۔"

اِس حدیث میں نمازِ عصر کی فضیلت کا سبب بھی آ گیا ہے۔ جبکہ ایک دوسری حدیث میں نمازِ فجر وعصر دونوں کی فضیلت ومحافظت کا سبب ایک اور بھی مذکور ہے اور وہ ہے ان نمازوں کی محافظت کرنے والوں کے لئے فرشتوں کی اللہ کے حضور گواہی چنانچہ صحیح بخاری ومسلم، نسائی وابن خذیمہ، السنة لا بن أبی عاصم اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ يَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟))

"(تمہارا نامۂ اعمال لکھنے والے) فرشتے دن اور رات کو بدلتے رہتے ہیں جبکہ نمازِ فجر اور عصر کے وقت دن اور رات والے فرشتے سب ہی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر جن فرشتوں نے تمہارے مابین رات گزاری ہوتی ہے وہ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود زیادہ جاننے والا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟"

تو فرشتے کہتے ہیں:

((تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)). (۷۲)

---

(۷۲) بخاری ۳۳/۲۔ مسلم ۱۳۳/۸/۳ صحیح النسائی حدیث (۴۷۱) صحیح الجامع ۳۱۸/۶/۳

''ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان لوگوں کے پاس گئے تھے تو بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔''

سبحان اللہ! فجر و عصر کی پابندی پر مؤمن کے لیئے فرشتوں کی یہ گواہی کیا شان لیئے ہوئے ہے۔

**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یُحَافِظُوْنَ عَلَیْھَا وَ عَلٰی الْأُخْرٰی آمِیْنَ.**

## محافظتِ فجر و عشاء:

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں صرف فجر اور بعض میں فجر کے ساتھ ہی عشاء کا ذکر آیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری شریف اور سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

**((تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمْعِ صَلٰوۃَ أَحَدِکُم وَحْدَہٗ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءً وَتَجْتَمِعُ مَلَآئِکَۃُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ))**

''تم میں سے کسی اکیلے کے نماز پڑھنے سے نمازِ باجماعت کا ثواب پچیس (۲۵) حصے زیادہ ہے۔ اور نمازِ فجر میں رات اور دن کے (نامۂ اعمال لکھنے والے) فرشتے جمع ہوتے ہیں۔''

اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چاہو تو سورۂ اسراء (بنی اسرائیل) کی آیت (۷۸) پڑھ کر دیکھ لو (جس میں ارشادِ الٰہی ہے):

**﴿اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْداً﴾** (۷۳)

---

(۷۳) بخاری ۲/ ۱۳۷ ، صحیح النسائی حدیث (۴۷۶) صحیح الجامع ۲/ ۳/ ۴۹

’’بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنے پر (اللہ کے فرشتے) گواہ بنتے ہیں۔‘‘

صحیح مسلم و مسند أحمد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّهُ قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّهُ صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)). (۷۴)

’’جس نے نمازِ عشاء با جماعت ادا کی اس نے گویا نصف رات قیام کیا۔ اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی تو اس نے گویا ساری رات ہی نماز میں گزار دی۔‘‘

ابو داود و ترمذی میں بھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَ الْفَجْرَ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ)). (۷۵)

’’جس نے نمازِ عشاء با جماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا۔ اور جس نے نمازِ فجر و عشاء دونوں جماعت سے پڑھ لیں، اس نے گویا پوری رات ہی قیام میں گزار دی۔‘‘

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

---

(۷٤) مختصر مسلم للمنذری حدیث (۳۲٤) صحیح الجامع ۱۳۲/۵/۳

(۷۵) صحیح ابی داؤد حدیث (۵۱۹) صحیح الترمذی حدیث (۱۸۳)، صحیح الجامع ۳۱۳/۳

((لَيْسَ صَلٰوةٌ أَثْقَلُ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً))(۷۶)

"منافقین پر نمازِ فجر و عشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں ۔ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں میں کتنا اجر ہے تو پھر یہ ضرور آئیں ، چاہے انہیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے ۔"

ایسے ہی صحیح بخاری و مسلم ، نسائی ، موطأ امام مالك اور مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا لَهُ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً)) . (۷۷)

"اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور صفِ اوّل میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے میں کس قدر اجر و ثواب ہے تو پھر انہیں اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہے کہ ان میں اپنی باری مقرر کرنے کے لیئے وہ قرعہ اندازی کیا کریں ۔ اور اگر انہیں (نمازِ ظہر کیلئے) مسجد میں بروقت جانے کے ثواب کا پتہ چل جائے تو ضرور سبقت و پہل کر جایا کریں ۔ اور اگر انہیں نمازِ عشاء

---

(۷۶) بخاری (۶۵۷) مسلم ۱۵۴/۵ ، ومشکوٰۃ مع المرعاۃ ۲۸/۲ ، کتاب الصلوٰۃ ص: ۲۲۲ (من المجموعہ) للکلیب

(۷۷) بخاری ۹۶/۲ ، مختصر مسلم (۲۶۸) ، صحیح النسائی (۵۲۶) ، صحیح الجامع ۷۹/۵

و فجر کے فضائل و برکات کا صحیح اندازہ ہو جائے تو وہاں دونوں نمازوں میں ضرور شریک ہوا کریں، چاہے انہیں گھٹنوں (سرینوں) کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔"

اسی طرح ہی مگر قدرے مختصر الفاظ سے سنن ابن ماجة میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً)).(۷۸)

"اگر لوگوں کو نمازِ عشاء اور فجر کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ ان نمازوں میں ضرور شامل ہوں چاہے کولہوں (گھٹنوں) کے بل گھسٹتے ہی کیوں نہ آئیں۔"

نمازِ فجر کی عمومی فضیلت کے علاوہ جمعہ کے دن فجر کا خصوصی مقام بتایا گیا ہے حتّٰی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باجماعت ادا کرنے کی شکل میں تمام نمازوں سے افضل قرار دیا ہے جیسا کہ شعب الایمان بیهقی اور حلیة الأولیاء ابو نعیم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عِنْدَ اللّٰهِ صَلٰوةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ)).(۷۹)

"اللہ کے نزدیک تمام نمازوں سے افضل ترین نماز، جمعہ کے دن باجماعت ادا کی گئی نمازِ فجر ہے۔"

بروز جمعہ کی نمازِ فجر کو باجماعت ادا کرنے کے افضل ترین نماز ہونے کی وجہ

---

(۷۸) سنن ابن ماجه حديث (۷۹٦)، صحيح الجامع حوالهٔ سابقه

(۷۹) صحيح الجامع ۳٦٦/۱/۱

بڑی واضح سی ہے کہ بعض احادیث (۸۰)

کے پیشِ نظر اس رات کو لوگ عموماً عام دنوں کی نسبت ازدواجی معاملات میں زیادہ وقت دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں صبح کی نماز رہ جانے کا زیادہ خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص ازدوجی ذمہ داریوں سے عہدہ برآء ہو، اور صبح ہونے پر نمازِ فجر بھی با جماعت ادا کرے تو ایسی نماز کو یقیناً دوسری نمازوں سے افضل ہونا ہی چاہیئے۔

آج اکثر عربی و اسلامی ممالک میں جمعہ کے دن کو ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے۔ اس لیئے بھی لوگ رات کو زیادہ جاگ لیتے ہیں کہ چلو صبح چھٹی ہے سولیں گے۔ نتیجتاً فجر کے رہ جانے کا بھی امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔

نمازِ فجر و عشاء کی اہمیت کا اندازہ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی اس ارشاد سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو صحیح ابن خذیمۃ ، مسند بزار اور معجم طبرانی میں ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا اِذَا فَقَدْنَا الرَّجُلَ فِي الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ أَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ)). (۸۱)

”جب ہم کسی شخص کو نمازِ فجر اور عشاء سے غائب پاتے تو اس کے بارے میں (نفاق میں مبتلا ہونے) کا برا گمان کرتے تھے۔“

ان تمام احادیث میں نمازِ فجر و عشاء پر محافظت و پابندی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی اثر میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نمازِ عشاء و فجر سے غائب رہنے والے شخص کا ایمان مشکوک ہو جاتا تھا۔ اور وہ

---

(۸۰) مشارالیہ احادیث میں سے ہم بعض ”نمازِ جمعہ“ کے احکام و مسائل اور آداب پر مشتمل اپنی کتاب، طبع مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ سیالکوٹ میں ہم ذکر کر چکے ہیں ، جہاں وضاحت بھی قدرے زیادہ ہے)

(۸۱) بحوالہ الصلوۃ لعبدالملك الكليب صفحه (۲۲۳) من المجموعه

اس کے بارے میں بدظن ہو جاتے تھے کہ کہیں وہ منافق تو نہیں ہو گیا۔

## نمازِ ظہر کی فضیلت اور اس پر محافظت:

مذکورہ احادیث میں جس طرح نمازِ فجر وعشاء اور عصر پر محافظت کی مذکورہ احادیث میں تاکید آئی ہے، ایسے ہی بخاری و مسلم، نسائی، موطأ امام مالك اور مسند احمد میں مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر کی محافظت کی بھی ترغیب دلائی ہے۔ اُسے اوّل وقت میں ادا کرنے پر ثواب کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا ہے:

((...... وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ)). (۸۲)

''اگر ان لوگوں کو نمازِ ظہر بروقت ادا کرنے کے اجر و ثواب کا پتہ چل جائے تو وہ ضرور اس کی طرف بھاگے بھاگے آئیں اور ایک دوسرے پر سبقت و پہل کرنے لگیں۔''

## نمازِ مغرب کی فضیلت اور اس پر محافظت:

سابق میں چار نمازوں کی فضیلت اور ان پر محافظت کے سلسلہ میں متعدد احادیث آگئی ہیں۔ اور پانچویں نماز ہے نمازِ مغرب۔ خاص نمازِ مغرب کے نام سے مطلق تو ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی جس میں اس کی فضیلت اور اس پر محافظت کا ذکر ہو۔ البتہ بعض مطلق احادیث میں فرض نمازوں کی بروقت ادائیگی و محافظت کا ذکر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نمازِ مغرب بھی ان میں شامل ہے۔

اور دو ٹھنڈی نمازوں کی فضیلت صحیح بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں آئی ہے اور ان ٹھنڈی نمازوں میں سے ہی ایک اس نمازِ مغرب کو بھی شمار کیا گیا ہے چنانچہ

---

(۸۲) بخاری (٦١٥) مسلم ٤ / ١٥٧، صحيح النسائی (٥٢٦)

صحیحین میں حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). (۸۳)

''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پابندی سے ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

اِن دونوں نمازوں ۔ سے مراد تو فجر اور عصر ہیں ۔اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ان دونوں کے نام بھی وارد ہوئے ہیں ۔ البتہ حضرت ابو عبید رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نمازِ مغرب بھی اس میں داخل ہے۔ ویسے تو نمازِ عشاء وقت کے لحاظ سے اس سے بھی ٹھنڈی ہوتی ہے مگر اسے کسی نے اس حدیث میں داخل نہیں کیا کیونکہ وہ رات کی نماز شمار ہوتی ہے جبکہ ٹھنڈی نمازوں کو دن کی نمازیں لیا گیا ہے جیسا کہ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عصر و فجر کو ٹھنڈی نمازیں اس لیئے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں دن کے ٹھنڈے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں جو کہ اس کے اطراف یعنی آغاز و اختتام ہیں اور جب طلوعِ آفتاب سے پہلے پڑھی جانے والی نماز کو آغاز شمار کر لیا گیا ہے تو مغرب کو اختتامِ دن کی نماز شمار کیا جا سکتا ہے۔ ابو عبید رحمہ اللہ نے غالباً اسی وجہ سے ہی نمازِ مغرب کو اس حدیث میں داخل قرار دیا ہے۔ (۸۴)

جبکہ بعض دیگر احادیث سے بھی نمازِ مغرب کی فضیلت اخذ کی جاسکتی ہے جو اگر چہ نمازِ مغرب کے ساتھ تو خاص نہیں بلکہ نمازِ پنجگانہ سے متعلق ہیں لیکن چونکہ یہ بھی نمازِ پنجگانہ میں سے ایک ہے لہذا یہ بھی اس فضیلت کی حامل ہے جو احادیث میں وارد ہے جیسا کہ ان احادیث میں سے بعض ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

(۸۳) بخاری ۵۲/۲، مسلم ۱۳۵/۵/۳، صحیح الجامع ۳۱۱/۵/۳

(۸۴) فتح الباری ۵۳/۲

# نماز میں عدمِ پابندی کا انجام

آیئے دیکھیں کہ نماز میں عدمِ پابندی کی سزا وعقاب کیا ہے؟ لیکن یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ عدمِ پابندی سے مراد یہ نہیں کہ وہ پڑھتا ہی نہیں کیونکہ ایسا شخص تو تارکِ نماز ہے جس کا ذکر بعد میں آئے گا چنانچہ سورۃ المنافقون، آیت: ۴ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾

''اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال واولاد ذکرِ الٰہی سے غافل نہ کردیں، اور جو کوئی غفلت کرے گا تو وہ لوگ ہی (قیامت کے دن) نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' [سورۃ المنافقون:٤]

یہاں ذکرِ الٰہی سے مراد عام ذکر نہیں بلکہ پنجگانہ نماز مراد ہے۔ چنانچہ جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں ذکرِ الٰہی سے مراد پانچ نمازیں لکھا ہے۔(۸۵)

رئیس المفسّرین امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کے تحت لکھا ہے:

''کہا گیا ہے کہ ذکر سے یہاں پانچ نمازیں مراد ہیں۔'' (۸٦)

اور علامہ ھیشمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں لکھا ہے:

---

(۸۵) جلالین (٧٤٤) دار المعرفه بیروت

(۸٦) مختصر طبری علی المصحف طبع دار الشروق (٦٣٨)

''علمائے تفسیر کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس آیت میں ذکرِ الٰہی سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔''

تو گویا جو آدمی کاروباری مصروفیات یا بچوں کے کھیل کود میں نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھتا ہے۔ قیامت کے دن وہ خسارہ پانے والا ہوگا۔''(۸۷)

تیسویں پارے کی سورۃ الماعون میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت وعید سنائی ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾

''ایسے نمازیوں کے لیۓ ویل وہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔'' [سورۃ الماعون :٤۔٥]

اس آیت میں نمازیوں کے لیۓ جس ویل وہلاکت کا ذکر آیا ہے اس ''ویل'' کی تشریح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ نے لکھا ہے :

((اَلْوَادِيْ الَّذِيْ يَسِيْلُ عَنْ صَدِيْدِ أَهْلِ جَهَنَّمَ)) .(۸۸)

''جہنّم کی ایک وادی کا نام ویل ہے جو جہنمیوں کے پیپ سے بہتی ہے۔''

الزواجر میں علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اور انہی سے نقل کرتے ہوئے تطهير المجتمعات عن أرجاس الموبقات میں علامہ احمد بن حجر آل بوطامی رحمہ اللہ قاضی شرعی ،قطر نے ''ویل'' کی تشریح یوں کی ہے کہ اس سے شدتِ عذاب مراد ہے یا پھر یہ بھی کہا گیا ہے:

((وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ لَوْ سِيْرَ فِيْهِ جِبَالُ الدُّنْيَا لَذَابَتْ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ)).(۸۹)

---

(۸۷) الزواجر ۱/۱۳۳ (۸۸) مختصر طبریص :۷۰٤

(۸۹) تطهير المجتمعات (۹۰)طبع مصر، الزواجر ۱/۱۳۳

''یہ جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگر اس میں دنیا کے پہاڑ بھی ڈال دیئے جائیں تو اس وادی کی شدتِ حرارت و گرمی سے وہ پہاڑ بھی پگھل جائیں۔''

## تفسیر جلالین:

اس آیت میں نماز سے بے خبری کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت امام جلال الدین رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ کی ہے:

((یُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا)) .(۹۰)

''وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔''

## تفسیر طبری:

امام طبری رحمہ اللہ نے نمازوں سے بے خبری برتنے والوں کو (ساھون) سے تعبیر کیا ہے:

''جو لوگ نماز سے کھیل تماشا کرتے ہیں۔''(۹۱)

اور بات یہ بھی پہلے والی ہی ہے کہ اپنی مرضی سے جب چاہے پڑھ لی، پابندیٔ وقت کی بجائے نماز کو کھیل بنا لیا۔

## تفسیر ابن کثیر:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اس بے خبری سے مراد ترکِ نماز نہیں، بلکہ نماز کو اس کے اوقات سے بلا عذر مؤخر کر کے ادا کرنا ہے، کیونکہ اس بات کی تعیین تو خود حدیث میں بھی آئی ہے جیسا کہ مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

---

(۹۰) جلالین (۸۲۳)

(۹۱) مختصر طبری ص: ۷۰۴

''اپنی نمازوں سے ''بے خبر'' لوگوں سے کون مراد ہیں؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُمُ الَّذِيْنَ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا)) . (۹۲)

''ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی نماز کو وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔''

تاہم اس حدیث کو مسند بزار کی طرف منسوب کرتے ہوئے علامہ ہیثمی نے اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے۔ (۹۳)

ایسے ہی الترغیب میں امام منذری نے اس حدیث کو ابراہیم کے بیٹے عکرمہ کی روایت سے مسند البزّار کی طرف ہی منسوب کیا ہے، اور لکھا ہے کہ حفاظِ حدیث نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے اور امام بزّار کے سوا اسے کسی نے بھی مرفوعاً روایت نہیں کیا اور عکرمہ ضعیف ہے۔ (۹۴)

تو گویا یہ تفسیر مرفوعاً ثابت نہ ہوئی البتہ ایک دوسری موقوف حدیث میں بھی یہی مفہوم ہے جس کی سند کو علامہ ابن قیم اور علامہ ہیثمی و منذری کی طرف سے حسن قرار دیا گیا ہے۔ وہ مسند ابی یعلیٰ اور دُرِّ منثور سیوطی (۶/۴۰۰) کے مطابق ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی میں حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''جو لوگ اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں (ان کے لیئے ویل ہے)''

تو ہم میں سے کون ہے جو سہو کا شکار نہیں ہوتا؟ اور وہ کون ہے جو دَورانِ نماز

---

(۹۲) مختصر ابن کثیر للرفاعی ٤/٤٣١

(۹۳) مجمع الزوائد ١٤٣/٧، الزواجر ١٣٣/١

(۹٤) الترغیب ٢٨٥/١، طبع مصر، مجمع الزوائد ١٤٣/٧

خیالات میں مبتلا نہیں ہوتا؟

تو اُنہوں نے فرمایا:

((لَیْسَ ذَاکَ اِنَّمَا ھُوَ اِضَاعَةُ الْوَقْتِ))۔(۹۵)

''ایسا نہیں بلکہ اس سے مراد نمازوں کے اوقات کو ضائع کرنا ہے۔''

اِن دونوں حدیثوں اور متعلقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز کو اس کے وقت سے بے وقت کر کے ادا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والوں کو جہنم کی اس وادی میں گرایا جائے گا جس کے عذاب کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ اس میں پہاڑوں کے پتھر بھی پگھل جائیں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ آمِيْن

اِسی سلسلہ میں ہی (یعنی نماز کے لیئے پابندیٔ وقت کی پرواہ نہ کرنے والوں کو سخت عذاب ہوگا) سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اور دوسرے سعادت مند لوگوں کا ذکر کیا ہے اور پھر آیت:۵۹،۶۰ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾

[سورة مريم:۵۹۔۶۰]

''پھر ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشیں بنے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ وہ غیّ یا گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ تائب ہوگئے اور ایمان

(۹۵) بحوالہ سابقہ و الصلوۃ لابن قیم ص ۳۹ ،مجموعہ رسائل الصلوۃ ص ۲۰۵ الزواجرو الترغیب ایضاً

لائے ، اور اچھے عمل کیے وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔''

یہاں نماز کو ضائع کرنے سے کلی طور پر نماز ترک کرنے کی رائے کو صرف امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے جبکہ صحابہ میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَيْسَ مَعْنٰى أَضَاعُوْهَا تَرَكُوْهَا بِالْكُلِّيَّةِ وَلٰكِنْ أَخَّرُوْهَا عَنْ أَوْقَاتِهَا)). (٩٦)

''نماز کو ضائع کرنے کا معنیٰ ان کا اسے بالکلیہ ترک کرنا نہیں، بلکہ انہیں ان کے اوقات سے مؤخر کرنا مراد ہے۔''

حضرت عمر بن عبد العزیز، امام اوزاعی اور مسروق رحمہم اللہ نے بھی ضائع کرنے کا مطلب انہیں بے وقت کر کے پڑھنا ہی بیان کیا ہے۔(٩٧)

امام التابعین حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے نمازوں کو ضائع کرنے کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((هُوَ أَنْ لَّا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتّٰى تَأْتِي الْعَصْرُ وَلَا يُصَلِّي الْعَصْرَ اِلَى الْمَغْرِبِ ، وَلَا يُصَلِّي الْمَغْرِبَ اِلَى الْعِشَآءِ ، وَلَا يُصَلِّي الْعِشَآءَ اِلَى الْفَجْرِ وَلَا يُصَلِّي الْفَجْرَ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ)) . (٩٨)

''نمازوں کو ضائع کرنا یہ ہے کہ کوئی شخص نمازِ ظہر کو اس وقت تک نہ پڑھے

---

(٩٦) بحواله الزواجر ١٣٣/١ (٩٧) مختصر ابن كثير للرفاعى ٦١٨/٢

(٩٨) الزواجر ايضاً

جب تک کہ نمازِ عصر کا وقت نہ ہو جائے اور مغرب ہو جانے تک عصر کی نماز نہ پڑھے اور عشاء ہو جانے تک مغرب ادا نہ کرے اور فجر ہونے تک عشاء کی نماز ادا نہ کرے اور سورج اُگ جانے تک فجر کی نماز نہ پڑھے۔''

ان اقوالِ صحابہ وتابعین سے معلوم ہوا کہ نماز کو ضائع کرنے سے مراد انہیں وقت سے بے وقت کرکے پڑھنا اور ان کی ادائیگی میں عدمِ پابندی ولا پرواہی برتنا ہے۔ اور جو شخص اسی حالت پر قائم رہے اور توبہ نہ کرے اُسے اللہ تعالیٰ نے غیّ میں ڈالنے کی وعید سنائی ہے۔

## غیّ:

یہ غیّ کیا ہے؟ اس کی وضاحت الزواجر عن اقتراف الکبائر میں یوں ہے:

((هُوَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ ، بَعِيْدٌ قَعْرُهُ وَشَدِيْدٌ عِقَابُهُ)) ۔(۹۹)

''یہ جہنّم کی ایک وادی ہے جو بہت گہری اور سخت عذاب والی ہے۔''

سعودی دار الافتاء سے شائع کردہ احکامِ نماز کے کتابچوں اور رسائل پر مشتمل مجموعہ کے ص ۲۴ پر شیخ عبد المالک علی الکلیب نے اپنے رسالہ ''الصلوۃ'' کے حاشیہ میں غالباً علامہ ابن قیم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے غیّ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

((أَيْ شَرّاً وَخُسْرَاناً ، وَقِيْلَ هُوَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ بَعِيْدُ الْقَعْرِ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ)) ۔(۱۰۰)

''یعنی غیّ کا معنیٰ ہے: شر اور نقصان اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غیّ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو اِنتہائی گہری اور خون و پیپ سے بھری ہوئی ہے۔''

---

(۹۹) الزواجر ۱/ ۱۳۳

(۱۰۰) حوالہ سابقہ نیز دیکھیے: الصلوۃ لا بن قیم (۴۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے غیّ کا معنیٰ یہ نقل کیا ہے:

((هُوَ نَهرٌ فِي جَهَنَّمَ خَبِيثُ الطَّعمِ بَعِيدُ الْقَعْرِ))۔(۱۰۱)

''غیّ جہنم کی ایک نہر کا نام ہے جو بڑی بدمزہ اور گہری ہے۔''

اسی سلسلہ میں ایک حدیث وہ بھی ہے جسے، امام سیوطی رحمہ اللہ نے الدر المنثور (٤ / ٢٧٨) میں ابن جریر طبری، ابن مردویہ اور البعث للبیهقی کی طرف منسوب کیا ہے جس میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر کو اس میں گرایا جائے تو وہ ستر سال تک بھی غیّ اور آثام تک نہیں پہنچ پاتا اور جب پوچھا گیا کہ غیّ اور آثام کیا ہے تو جواب دیا:

((بِئْرٌ فِي أَسْفَلِ جَهَنَّمَ يَسِيلُ فِيهَا صَدِيدُ أَهْلِ جَهَنَّمَ)). (۱۰۲)

''دوزخ کی اتھاہ گہرائی میں یہ دو کنویں ہیں جن میں اہلِ جہنم کی پیپ چلتی ہے۔''

اِس حدیث کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں امام ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا مرفوعاً بیان ہونا منکر ہے۔(۱۰۳)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد (۳۸۹/۱۰) میں کہا ہے کہ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے، اس کے کئی رواۃ ضعیف ہیں جنہیں ابن حبان رحمہ اللہ

---

(۱۰۱) کتاب الصلوٰۃ لابن قیم (٤٠)

(۱۰۲) کتاب الصلوٰۃ لابن قیم ص ٤١

(۱۰۳) ابن کثیر ۱۲۸/۳

نے موثوق کہا ہے البتہ یہ بھی کہا ہے کہ وہ خطا کر جاتے ہیں۔ اور امام منذری رحمہ اللہ نے الترغیب (٤/٢٧٢) میں کہا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے جبکہ دوسرے محدّثین نے اسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بیان کیا ہے اور یہی صحیح تر بھی ہے۔ (۱۰۳)

بہر حال ایک اور حدیث میں بھی پابندیٔ وقت کا ثواب اور لاپرواہی وعدمِ پابندی کا عقاب وعتاب وارد ہوا ہے۔ چنانچہ صحیح ابن حبان، سُنن دارمي، مسند أحمد، معجم طبراني أوسط اور شعب الایمان بیهقي میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر شروع کیا اور فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَ بُرْهَاناً وَنَجاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلا بُرْهَانٌ وَلا نَجا ةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَا مَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ))۔ (۱۰۴)

''جس نے اس پر محافظت و پابندی کی اس کے لیئے قیامت کے دن یہ نورِ صراط، برہان ودلیلِ خیر اور ذریعۂ نجات بن جائے گی۔ اور جس نے اِس پر محافظت و پابندی نہ کی تو اس کے لیئے یہ نہ نور ہوگی، نہ بُرہان اور نہ ہی ذریعۂ نجات۔ اور قیامت کے دِن اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

---

(۱۰۳) الصلٰوۃ لابن القیم تحقیق تیسیر زعیتر

(۱۰۴) تخریج کیلئے دیکھیئے: فضائل الصلوۃ حدیث:۲۲

نماز کی پابندی نہ کرنے والے شخص کا حشر ان بدنامِ زمانہ لوگوں کے ساتھ کیوں ہوگا؟

اس کی حکمت بھی بعض اہلِ علم نے بیان کی ہے۔ چنانچہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے الزواجر (۱/ ۱۳۳) میں کسی کا نام لیئے بغیر بعض علماء کے حوالہ سے، اور دَورِ حاضر کے معروف عالم سید سابق نے فقہ السنّۃ (۱/ ۹۳) میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے وہ حکمت ذکر کی ہے کہ ان چار (بدنامِ زمانہ) اشخاص کے ناموں کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ چاروں کفار کے سردار ہیں۔

اور ان کے ذکر کو مخصوص کرنے میں ایک اور نقطہ بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پر محافظت و پابندی نہ کرنے کا سبب یا تو کسی کا مال ہوسکتا ہے یا پھر حکومت یا کسی کی وزارت وملازمتِ علیا یا پھر تجارت۔

❶ اگر کسی کو اس کے مال کے غرور نے نماز پر پابندی نہ کرنے دی تو اس کا حشر وانجام (بہت بڑے خزانوں کے مالک) قارون کے ساتھ ہوگا۔

❷ اگر کسی کو اس کی حکومت نے عدمِ پابندی پر برانگیختہ کیا تو اس کا انجام (اپنے وقت کے سب سے بڑے حاکم) فرعون کے ساتھ ہوگا۔

❸ اگر کسی کو اس کی وزارت (وملازمتِ علیا اور اعلیٰ منصب) نے نماز پر پابندی سے باز رکھا تو اس کا انجام (فرعون کے وزیر وافسرِ اعلیٰ) ہامان کے ساتھ ہوگا۔

❹ اگر کسی کو اس کی وسیع تجارت و بزنس یعنی کھلے کاروبار نے نماز کی پابندی نہ کرنے دی تو اس کا حشر (کفارِ مکہ کے بڑے تاجر) اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔(۱۰۵)

---

(۱۰۵) کتاب الصلوٰۃ لابن القیم (۴۶۔۴۷)، الزواجر ۱/ ۱۳۳، فقہ السنۃ ۱/ ۹۳

# تارکِ نماز کا انجام

## قرآنِ کریم کی رُو سے

یہاں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ سابق میں ذکر کی گئی یہ وعیدیں ان لوگوں کے لیئے ہیں جو نماز کے بالکلیہ تارک نہیں بلکہ نماز کے بارے میں لاپرواہی اور عدمِ پابندی کا ارتکاب کرتے ہیں، اسے وقت سے بے وقت کر کے ادا کرتے ہیں۔

اب رہا معاملہ نماز کے بالکلیہ تارک کا، تو وہ قرآن وسنت کی نصوصِ صحیحہ کی رُو سے بہت ہی خطرناک اور اس کا انجام انتہائی خوفناک ہے۔ اور چونکہ نماز جیسی اہم عبادت کے سلسلہ میں آج کل بہت سُستی بلکہ مجرمانہ تغافل کا رویہ اپنایا جا رہا ہے اور نوجوان نسل انتہائی غفلت کا شکار ہے۔ کسی بھی قسم کی مصروفیت نہ ہونے کے باوجود اذان سن کر بھی وہ ہوٹلوں میں بیٹھے خورد ونوش اور ٹی وی و فلم بینی وغیرہ میں مگن رہتے ہیں یا پھر گھروں، حویلیوں اور ڈیروں میں تاش و کیرم یا دوسرے کھیل کھیلنے میں وقت ضائع کر دیتے ہیں یا ایسے ہی دوسرے سہل انگاری وتن آسانی کے مظاہرے کرتے ہیں یا پھر اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں لیکن نماز کے لیئے نہ مسجد جاتے ہیں نہ مصلّٰی بچھاتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کی خدمت میں چند قرآنی آیات اور احادیثِ رسول ﷺ پیش کرتے ہیں تا کہ انہیں اپنا اور اپنے جیسے دوسرے تارکینِ نماز کا انجام معلوم ہو جائے۔

❶ سورۂ مدثر کی آیت ۳۸ تا ۴۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحٰبَ الْيَمِينِ فِي جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ

مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِيْنُ﴾

''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے مگر دائیں ہاتھ والے، وہ جنت میں ہوں گے اور سوال کرتے ہوں گے گناہگاروں سے تمہیں دوزخ میں کیا چیز لے گئی؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور ہم محتاج اور فقیر کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ ہم بھی شریک ہو جاتے تھے۔ اور قیامت کے دن کو ہم جھوٹ سمجھتے تھے، یہاں تک کہ موت ہم پر آن پہنچی۔'' [سورة المدثر :۳۸۔۴۸]

اِن آیات میں مجرمین کے جہنم میں جانے کے اسباب کا ذکر ہے۔ اور ان میں سے سب سے پہلا سبب یہی مذکور ہوا ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے گویا یہاں بے نماز کا انجام بتایا گیا ہے۔

❷ جبکہ انتیسویں پارے کی سورۃ المرسلات، آیت: ۴۶ اور ۴۷ میں فرمایا:

﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلاً اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ☆ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ [سورة المرسلات :۴۷]

''تم دنیا میں کچھ کھا پی لو اور تھوڑا سا مزہ اٹھا لو، تم مجرم و گناہگار ہو۔ اُس دِن جھٹلانے والوں کے لیئے ویل وخرابی ہوگی۔''

❸ آگے ہی آیت: ۴۸ اور ۴۹ میں فرمایا:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

[سورة المرسلات :۴۸۔۴۹]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (نماز کے لیئے) جھکو تو نہیں جھکتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) اس دِن جھٹلانے والوں کے لیئے ویل وخرابی ہوگی۔''

یہاں نماز کے لیے بلائے جانے کے باوجود نماز نہ پڑھنے پر انہیں ویل وخرابی کی یہ وعید سنائی گئی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنے رسالہ الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ یہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وعید جھٹلانے پر ہے بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اِن کے ترکِ نماز کا ذکر فرمایا ہے۔تو یہ وعید بھی اسی پر ہی واقع ہوئی ہے۔(۱۰۶)

4 سورۃ توبہ میں مشرکین کی کارستانیوں کا ذکر کرتے ہوئے آیت:۱۱ میں فرمایا ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ [سورة التوبة :۱۱]

''پھر اگر یہ لوگ (شرک وکفر اور عہد شکنی سے) توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں،اورزکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے ساتھ ان کی اخوت وبھائی چارگی کو نماز کے ساتھ معلق کردیا تو گویا اگر وہ نماز نہ پڑھیں گے تو وہ مؤمنوں کے بھائی نہیں ہوں گے نہ ہی مؤمن ہوں گے کیونکہ مؤمنوں کے بھائی تو صرف مؤمن ہی ہوسکتے ہیں۔

5 جیسا کہ سورۃ الحجرات،آیت:۱۰ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اِس آیت اور سورۂ توبہ والی آیت کے مجموعی مفہوم سے معلوم ہوا کہ جو شخص تارکِ نماز ہو،اس کا دین اسلام اور اسلامی برادری سے کوئی تعلق نہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللهِ

6 ادھر سورۃ روم میں تو نماز نہ پڑھنے والوں کو مشرک کہا گیا ہے۔ چنانچہ آیت:۳۱ میں ارشادِ الٰہی ہے:

---

(۱۰۶) (الصلوۃ وحکم تارکھا ،المکتب الاسلامی)

﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [سورة الروم : ۳۱]

''اُسی (ایک اللہ) کی طرف رجوع کرتے رہو، اور اس سے ڈرتے رہو اور درستی سے نماز ادا کرتے رہو، اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

یہاں عدمِ رجوع الی اللہ، ترکِ تقویٰ اور ترکِ نماز کو مشرکین کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

❼ سورۃ التوبہ، آیت: ۵ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورة التوبة : ۵]

''پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انھیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

❽ سورۃ القیامہ آیات: ۳۱ تا ۳۵ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهِ يَتَمَطّٰى أَوْلٰى لَكَ فَأَوْلٰى ثُمَّ أَوْلٰى لَكَ فَأَوْلٰى﴾

''اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی، بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اِتراتا ہوا گیا، افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر، وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لئے۔'' [سورة القيامة : ۳۱_۳۵]

# تارکِ نماز کا انجام

## حدیثِ شریف کے آئینہ میں

سابق میں مذکور قرآنی آیات کی طرح ہی نبیٔ اکرم ﷺ کے بکثرت ارشادات بھی ایسے ہیں جن میں نماز نہ پڑھنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی اور ان کا برا انجام بتایا گیا ہے۔ مثلاً:

(۱) صحيح مسلم، سُنن أربعة، أبو داوٗد، ابن ماجة، ترمذی اور مسند أحمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ)). (۱۰۷)

''بندۂ مومن اور کفر کے مابین صرف ترکِ نماز کا ہی فرق ہے۔''

اور مسلم کے الفاظ ہیں:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، تَرْكُ الصَّلٰوةِ)). (۱۰۸)

''بندۂ مومن اور شرک وکفر کے مابین حدِّ فاصل ترکِ نماز ہے۔''

(۲) ایسے ہی سنن أربعة، ابن حبان، مستدرك حاكم، اور مسند أحمد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

---

(۱۰۷) صحيح أبي داوٗد حديث (۳۹۱۲) صحيح الترمذی حديث (۲۱۱۲)، صحيح النسائي حديث (۴۶۰)، ابن ماجة حديث (۱۰۷۸)، صحيح الترغيب حديث (۵۶۳)، المنتقى مع النيل ۲۹۱/۱/۱

(۱۰۸) مختصر مسلم للمنذری تحقيق البانی حديث (۲۰۴)

((اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا ، فَقَدْ كَفَرَ)).(١٠٩)

''ہمارے اوران ( کفار و مشرکین ) کے مابین جو عہد ہے وہ نماز ہے۔جس نے اسے ترک کردیا اس نے کفر کیا۔''

(٣) ایک حدیث هبة الله طبری المعروف با للالكائی کی کتاب ''شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة'' (رقم : ١٥٢١ جزء: ٤) میں نبیٔ اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ الصَّلٰوةُ ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ)).(١١٠)

''بندے اوراس کے کفروایمان میں ( وجۂ تمیز ) یہ نماز ہے، جب کسی نے نماز چھوڑ دی تو اس نے شرک کیا۔''

(٤) ایک حدیث جسے امام منذری رحمہ اللہ نے الترغیب میں طبرانی ومحمد بن نصر مروزی کی کتاب الصلوۃ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی دونوں اسناد میں کوئی خاص قابل مؤاخذہ بات نہیں ہے، اس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ہمیں وصیت کی اور فرمایا:

---

(١٠٩) صحيح نسائي حديث (٤٤٩) ،ابن ماجة (١٠٧٩)، مصابيح السنّة حديث (٤٠١) ،صحيح ابن حبان الموارد(٢٥٥) صحيح الترغيب حديث (٥٦٣) ،صحيح الجامع ٦٤/٣/٢ ، المنتقى ٢٩٣/١/١

(١١٠) صحيح الترغيب و الترهيب حديث (٥٦٥) ،والصلوة ايضاً

(( لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئاً ، وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ عَمداً ، فَمَنْ تَرَكَهَا عَمداً مُتَعَمِّداً فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ ))۔(١١١)

''اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ ،اور نہ ہی جان بوجھ کر نماز چھوڑو، پس جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ ملّت (اسلامیہ) سے خارج ہوگیا۔''

(۵) جبکہ بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ ایسے شخص سے اللہ کا ذمّہ بریٔ ہو جاتا ہے یعنی وہ اللہ کے ذمّہ سے نکل جاتا ہے۔ چنانچہ مسند أحمد(٥/ ٢٣٨)اور معجم طبراني کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

((مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ)).(١١٢)

''جس نے کوئی فرض نماز جان بوجھ کر ترک کر دی، اس سے اللہ کا ذمّہ بریٔ ہے۔''

مجمع الزوائد(١/ ٢٩٥) میں علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے معجم طبراني کبیر کی طرف منسوب کیا ہے، اور کہا ہے۔ کہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلّس ہے اور اس نے عنعنہ سے کام لیا ہے۔

(٦) البتہ مسند أحمد (٦/ ٤٢١) میں مکحول کے طریق سے اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مرفوعاً مروی ہے جس میں ہے:

(( لَا تَتْرُكِي الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً ،فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

(١١١) الصلوة(٤٧)

(١١٢) صحیح الترغیب حدیث (٥٦٨، ٥٦٩)الصلوة ص ٢٥، ٤٧

مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)).

''جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرنا، جس نے کوئی نماز جان بوجھ کر ترک کردی اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ بریٔ ہے۔''

یہ پہلی حدیث کی شاہد ہے لیکن علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کے بقول اس کے راوی تو سب صحیح حدیث کے راوی ہیں البتہ مکحول رحمہ اللہ نے اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے سُنا نہیں (یعنی اس کی سند میں اِنقطاع ہے) اور امام منذری الترغیب میں کہتے ہیں کہ اسے طبرانی نے المعجم الأوسط میں روایت کیا ہے اور متابعات کے لیٔے اس کی سند میں کوئی خاص قابلِ مؤاخذہ بات نہیں ہے۔(۱۱۳)

(۷) ابن ماجۃ میں بھی ایک روایت ہے جس میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم (ﷺ) نے یہ وصیت فرمائی:

((اَلَّا اَتْرُکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّداً فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ)).(۱۱۴)

''میں جان بوجھ کر نماز ترک نہ کروں کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کردی، اس سے اللہ کا ذمہ بریٔ ہوگیا۔''

اِس کی سند میں شہر بن حوشب ضعیف راوی ہے البتہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث اس کی شاہد ہے۔

بہر حال ان دونوں اور حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا والی حدیث کے مجموعی مفاد سے معلوم ہوتا ہے کہ تارکِ نماز سے اللہ کا ذمّہ بریٔ ہوجاتا ہے جو اس کے ملّتِ اسلامیہ سے خروج کی دلیل ہے کیونکہ بقولِ علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ اگر وہ اسلام پر ہی ہوتا تو پھر

---

(۱۱۳) تحقیق الصلوۃ لابن القیم ایضاً

(۱۱۴) الصلوۃ ایضاً

اسے اسلام کا ذمہ حاصل ہوتا۔

(۸) جبکہ أبو داوٗد، ترمذي و نسائي اور ابن ماجة و مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ الصَّلٰوةُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَنَجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ)). (۱۱۵)

"قیامت کے دن بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا، وہ نماز ہے، اگر اس پہلو سے معاملہ صحیح نکلا تو وہ فلاح وکامیابی پا گیا اور اگر یہ معاملہ فاسد ہو گیا تو پھر وہ خائب وخاسر یعنی ناکام ہوگا۔"

(۹) معجم طبراني کبیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اسی معنیٰ ومفہوم کی ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ.))۔(۱۱۶)

"قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر یہ صحیح ہوئی تو سارے اعمال ہی صحیح ہوں گے اور اگر یہ خراب ہوئی تو سارے اعمال ہی خراب نکلیں گے۔"

---

(۱۱۵) صحیح أبي داؤد (۷۷۰) صحیح ترمذي (۳۳۷) صحیح سنن نسائي (۴۵) ابن ماجة (۱۴۲۵-۴۲۶) مسند أحمد ۲/ ۲۹۰، مصابیح السنّة ۱/ ۴۵۸، المنتقیٰ ۱/۱/ ۲۹۵، الصلوٰة للکلیب ص: ۲۰۵ من المجموعه

(۱۱۶) نیل الاوطار مع المنتقیٰ ۱/۱/ ۲۹۵ ، و الصلوة للکلیب ص ۲۰۴

# تارکِ نماز کا حکم

وعیدِ شدید پر مبنی اِن مذکورہ سابقہ آیات واحادیث اور بعض آثارِ صحابہ ﷺ کی بناء پر ہی اس مسئلہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ وتابعین اور ائمہ وفقہاء نے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ کہ بے نماز (مشرک) اور دین اسلام سے خارج ہے۔ اور دوسروں نے کہا ہے کہ کافر (خارجِ اسلام) تو نہیں البتہ تارکِ نماز فاسق ہے۔ غرض اس مسئلہ میں علماء سلف وخلف میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ اور موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو کرنا نہ صرف مناسب بلکہ ضروری لگتا ہے۔

## پہلی رائے:

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تارکِ نماز کے کفر کا نظریہ رکھتے تھے جن میں سے علاّمہ ابن حزم رحمہ اللہ نے محلّٰی (۲/۲۴۲ مسئلہ ۲۷۹) میں حضرت عمرِ فاروق، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی بطورِ خاص ذکر کیے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے:

(وَلَا نَعْلَمُ لِهٰؤُلَآءِ مِنَ الصَّحَابَةِ مُخَالِفاً)۔(۱۱۷)

"اور ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ان صحابہ کا کوئی مخالف بھی معلوم نہیں ہے۔"

---

(۱۱۷) بحوالہ مختصر الترغيب الشيخ مبارك التميمى ۱۲۸/۱، تحقيق حسنين محمد مخلوف والصلوة لابن قيم ص ۳۷ تحقيق تيسير۔

اِن الفاظ سے اس موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا اشارہ ہے اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کے ذکر کردہ اسماء گرامی پر امام منذری رحمہ اللہ نے الترغیب و الترھیب میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم کے ناموں کا اضافہ کیا ہے کہ یہ بھی تارکِ نماز کے کفر کے قائلین ہیں۔ ایسے ہی تابعین وائمہ میں سے امام احمد، اسحاق، عبداللہ بن مبارک، ابراہیم نخعی، حکم بن عیینہ، ابوایوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب رحمہم اللہ بھی قائلینِ کفر میں سے ہیں۔ (۱۱۸)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ میں علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالہ سے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع تابعین اور آئمۂ دین رحمہم اللہ میں سے قائلینِ کفر وارتداد کے نام لیئے ہیں جن میں سے ان مذکورہ حضرات کے علاوہ سعید بن جبیر، عامر شعبی، اوزاعی اور مالکیہ میں سے عبدالملک بن حبیب رحمہم اللہ کے نام بھی ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے پیروکاروں میں سے بھی بعض اسی کے قائل ہیں حتیٰ کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے تو خود امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی تارکِ نماز کے کفر کا قول ہی بیان کیا ہے۔ (۱۱۹)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الأوطار میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی بھی اسی زمرے میں شمار کیا ہے جن کے نزدیک تارکِ نماز کافر ہے۔

---

(۱۱۸) حوالہ سابقہ (۱۱۹) الصلوۃ ص ۳۳

## دوسری رائے:

اس سلسلہ میں دوسری رائے یہ ہے کہ تارکِ نماز کافر تو نہیں بلکہ وہ فاسق ہے۔امام ابوحنیفہ، مالک اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔(۱۲۰)

یہ اختلافِ رائے بھی اُس تارکِ نماز کے بارے میں ہے جو محض سُستی ولا پرواہی کی بناء پر تارک ہو، لیکن دل سے نماز کی فرضیت کا قائل ہو۔اور اگر کوئی تارکِ نماز اس کی فرضیت کا بھی منکر ہو تو وہ کافر اور ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہے اور سید سابق نے فقہ السنۃ میں اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ذکر کیا ہے۔(۱۲۱)

تارکِ نماز کے بارے میں شرعی حکم سے تعلق رکھنے والی اس بنیادی تفصیل کے بعد اب آیئے جانبین کے دلائل کی طرف۔

(۱۲۰) نیل الأوطار ۲۹۱/۱/۱

(۱۲۱) حوالہ جاتِ سابقہ۔والزواجر ۱۳۸/۱ ، فقہ السنة

# قائلینِ فسق کے دلائل

تارکِ نماز کو کافر نہیں بلکہ فاسق قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ اس کے مسلمان ہو جانے کے بعد اس کے لیئے اسلام کا حکم تو ثابت ہو چکا ہے۔ اور اسے اب ہم اسلام سے کسی یقینی خبر کے بغیر نہیں نکال سکتے یعنی کافر قرار نہیں دے سکتے، جبکہ بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا قائل ہو مگر سُستی ولاپرواہی کی وجہ سے اس کا تارک ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

## پہلی حدیث:

اس پر انہوں نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری، مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ))۔(۱۲۲)

”جس نے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بندے اور اس کے رسول

---

(۱۲۲) مسلم ۱/۱/۲۲۶ ـ ۲۲۷، اللؤلؤ والمرجان حدیث (۱۷)، المنتقیٰ مع النیل ۱/۱/۲۹۵

ہیں۔ اور اس کا کلمہ ہیں، جسے اس نے حضرت مریم (علیہا السلام) کی طرف القاء کیا۔ اور وہ اس کی روح سے ہیں اور جنت حق ہے، اور جہنم بھی حق ہے، تو اللہ اُسے جنت میں داخل کر دے گا، وہ چاہے کسی بھی عمل پر کیوں نہ ہو۔"

## دوسری حدیث:

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے معاذ! اس پر انہوں نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایئے میں حاضر و ہمہ تن گوش ہوں (بغور سن رہا ہوں) فرمانبرداری کیلئے تیار ہوں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ))

"جو بندہ اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، اللہ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

((أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا)).

"کیا میں لوگوں کو یہ بات بتا نہ دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذاً يَتَّكِلُوْا))

"تب تو وہ اسی پر توکّل کر کے بیٹھ جائیں گے۔ (اور عمل کرنے سے رُک جائیں گے)"

چنانچہ پھر موت کے وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی اور وہ بھی کتمانِ علم کے گناہ سے ڈرتے ہوئے کہ اگر میں نے یہ بات لوگوں کو نہ بتائی تو کہیں اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کا گناہ گار نہ بن جاؤں۔(۱۲۳)

## تیسری حدیث:

صحیح بخاری میں ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَسْعَدُ النَّاسِ لِشَفَاعَتِي مَنْ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصاً مِّنْ قَلْبِهٖ))۔(۱۲۴)

”میری شفاعت پانے والوں میں سب سے خوش نصیب وہ ہے جس نے اخلاصِ دل سے لا الٰہ الاّ اللہ کہا یعنی اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔“

## چوتھی حدیث:

نسائي و ابن ماجة ، مسند أحمد اور مستدرك حاكم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو قیام کیا جس کے دوران صبح ہونے تک ایک ہی آیت کو دُہراتے رہے اور پھر فرمایا:

((دَعَوْتُ لِأُمَّتِي ، وَأُجِبْتُ بِالَّذِي لَوْ اِطَّلَعَ عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ تَرَكُوا الصَّلٰوةَ))

---

(۱۲۳) مسلم مع النووی ۲۴۰/۱/۱ ، اللؤلؤ و المرجان : حديث (۲۰) المنتقىٰ ۲۹٦/۱/۱

(۱۲٤) المنتقىٰ ۲۹٦/۱/۱ ، الصلوة لابن القيم ، تحقيق تيسير (۳۲)

## پانچویں حدیث:

صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَن لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))۔(۱۲۶)

''جو اس حال میں مر گیا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

## چھٹی حدیث:

أبو داؤد ومستدرك حاكم اورمسند أحمد میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))(۱۲۷)

''مرتے وقت جس کی زبان سے آخری کلمات لاالٰہ الّاالله جاری ہو گئے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

## ساتویں حدیث:

صحيح بخاري ومسلم میں حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر مشتمل ہے، اس میں یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) .(۱۲۸)

---

(۱۲۶) مسلم مع النووي ۲۱۸/۱/۱ ،الصلوة ایضاً ص۳۶

(۱۲۷) ابو داوٗد مع العون ۳۸۵/۸ ،مسند أحمد ۲۴۷/۵ ،الصلوة ص۳۸

(۱۲۸) بخاري مع الفتح ۵۱۹/۱ ،مسلم مع نووي ۲۴۲/۱/۱۔۲۴۵ ، صحيح الجامع (۱۷۹۳) ، الصوٰة ص: ۳۶ .

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے خالص رضائے الٰہی کے لیئے لا الہ الّا اللہ کہا۔''

## آٹھویں حدیث:

ترمذی ، ابن ماجة ، مسند أحمد ، ابن حبان، بیهقي اور مستدرک حاکم میں ایک ایسے شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے، جس کے نامۂ اعمال کو کھولا جائے گا تو وہ برائیوں کے ننانوے رجسٹروں پر مشتمل ہوگا ،اور ہر رجسٹر تا حدِ نظر طویل وعریض ہوگا۔ پھر ایک چھوٹا سا کارڈ نکالا جائے گا جس میں اس کی لا الـہ الّا اللہ کی شہادت ہوگی، تو کلمۂ توحید کے اقرار پر مشتمل وہ کارڈ تمام رجسٹروں سے بھاری نکلے گا۔ (۱۲۹)

## نویں حدیث:

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ،کہ ہر نبی کی ایک مقبول دُعا تھی ، ہر نبی نے وہ دعاء کرنے میں جلدی کی لیکن میں نے اسے چھپائے رکھا وہ میں قیامت کے دن شفاعت کی صورت میں کروں گا جو ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا کہ شرک نہیں کرتا تھا۔ (۱۳۰)

---

(۱۲۹) الترمذی مع التحفة ۳۹۵/۷

(۱۳۰) مختصر مسلم للمنذري و بتحقيق الالباني حديث :(۹۵)

# طریقۂ استدلال

ان اور ایسی ہی دیگر احادیث سے یوں استدلال کیا جاتا ہے، کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے محض کلمۂ شہادت کے اخلاصِ دل سے پڑھنے پر اس کے جسم پر جہنم کی آگ حرام قرار دی ہے، اسے بالآخر جنت کی بشارت دی ہے۔ اور جس نے اس کلمۂ شہادت کے سوا کوئی بھی عملِ خیر کبھی نہ کیا ہوگا، اسے بھی ایک نہ ایک دن بالآخر جہنم سے نکالے جانے کی خوشخبری سنائی ہے۔ لہذا یہ احادیث تارکِ نماز کی تکفیر میں اور اس کے دائمی جہنمی ہونے میں مانع ہیں، بلکہ اس کے برعکس جس طرح عام کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیئے رحمت کی اُمید کی جاسکتی ہے، اسی طرح ترکِ نماز بھی چونکہ فسق وگناہِ کبیرہ ہے لہذا تارکِ نماز کے لیئے بھی امیدِ رحمت کی جائے، اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''کفر تو نام ہے توحید کے انکار کا، نیز رسالت اور روزِ قیامت کے انکار کا، نبی اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دینِ برحق کے انکار کا، جبکہ تارکِ نماز اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے اللہ کا رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے، اور اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو (حساب کیلیئے) اُٹھائے گا۔ ایسے آدمی کے کفر کا فیصلہ کیسے دیا جاسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ ایمان تو تصدیق کا نام ہے جس کی ضد یا عکس تکذیب ہے یعنی ان امور کو جھٹلانا ہے، نہ کہ تصدیق کی ضد ترکِ عمل ہے۔ سو ایک تصدیق کرنے والے یعنی ماننے والے پر، تکذیب کرنے والے یعنی جھٹلانے یا انکار کرنے والے کا حکم کیسے لاگو کیا جاسکتا ہے؟'' (۱۳۱)

---

(۱۳۱) ازافادات ابن القیم فی الصلوۃ (۳۶-۳۷)

# سابقہ دلائل کا جائزہ!

سابق میں ہم نے بے نماز کو کافر نہیں بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اور فاسق قرار دینے والوں کے دلائل پر مبنی نو احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں سے اقرارِ توحید و رسالت والے کلمہ کی برکت سے لوگوں کو جہنم سے بالآخر نکالے جانے بلکہ جہنم پر حرام ہونے اور جنت میں داخل کیئے جانے سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ احادیث تو بلاشبہ صحیح ہیں اور قابلِ استدلال بھی البتہ اس مسئلہ میں یہ صریح نہیں ہیں اور نہ ہی وہ زیرِ بحث مسئلہ میں واضح دلیل و حجت ہیں۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الأوطار میں لکھا ہے:

''تمام سلف و خلف ائمہٗ اسلام اور اشعریہ و معتزلہ تک کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ وہ احادیث جن میں لا الٰہ الّا اللہ کہنے سے جنت میں داخل ہو جانے کا ذکر ہے وہ احادیث اس بات یا شرط کے ساتھ مقید ہیں کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کرتا ہو۔ اور ایسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بھی نہ کیا گیا ہو جن سے توبہ نہ کی گئی ہو (یعنی اگر کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہوا تو اس سے توبہ کی جا چکی ہو) اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ محض کلمہ شہادت کہہ لینا دخولِ جنت کا موجب نہیں ہے۔ لہذا یہ احادیث مطلوبہ مسئلہ میں حجت نہیں بن سکتیں۔''

یہی وجہ ہے کہ سلفِ صالحین نے ان احادیث کی تاویل کی ہے۔ چنانچہ سلف کی ایک جماعت جن میں سے ہی حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بھی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان احادیث میں مذکور حکم کا اطلاق فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ اور یہی تاویل امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں بھی کی ہے

جبکہ اس تاویل کی تردید بھی امام نووی اور شوکانی رحمہما اللہ نے ذکر کی ہے۔ کہ ان احادیث میں سے بعض کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کا اسلام لانا کافی تاخیر سے ہوا تھا۔ وہ بالاتفاق غزوۂ خیبر کے سال ۷ھ میں مسلمان ہوئے تھے، جبکہ اس وقت تک احکامِ شریعت مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام کا نزول واستقرار ہو چکا تھا حتیٰ کہ حج کی فرضیت بھی راجح تر قول کے مطابق ۵ھ، یا ۶ھ میں نازل ہوئی تھی ویسے تو ایک قول ۹ھ کا بھی ہے۔ مگر راجح پہلا قول ہی ہے۔" (۱۳۲)

فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علماء کے مختلف تشریحی اقوال میں سے ایک یہ بھی ذکر کیا ہے:

((وَقِيلَ: اَلْمُرَادُ مَنْ قَالَهَا مُخْلِصاً لَا يَتْرُكُ الْفَرَائِضَ)).(۱۳۳)

"کلمۃ التوحید کے نتیجہ میں جنّت میں جانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اخلاصِ دل کے ساتھ یہ کلمہ پڑھا، اور پھر فرائض میں سے کوئی فریضہ ترک بھی نہیں کیا۔"

امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے افادات کو مزید اور مفید اضافوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان افادات میں ہی یہ بھی مذکور ہے کہ جن احادیث میں کلمہ گو کے جنت جانے کا ذکر ہے، وہ ایسی احادیث ہیں کہ جن کی شرح کی ضرورت ہے۔ اور ان کا معنیٰ دراصل یہ ہے، کہ جس نے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھنے کے حقوق وفرائض بھی ادا کیئے۔ (تو وہ آدمی جنتی ہے)

---

(۱۳۲) شرح مسلم للنووي ۲۲۰/۱/۱ ،نيل الأوطار ۲۷۹/۱/۱

(۱۳۳) فتح الباری ۵۲۲/۱

ان احادیث کی یہ تشریح حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے بیان کی ہے جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث کی تشریح یہ کی ہے:

''کلمہ گو کے جنت جانے سے مراد ایسا شخص ہے جسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، اور وہ شرمندہ ہو، اور توبہ تائب ہو جائے، اور اسی پر اس کو موت آجائے، اور اسے عمل کرنے کا وقت ہی نہ ملے، تو ایسا آدمی محض کلمہ پڑھنے کے نتیجہ میں ہی جنت چلا جائے گا۔''

ان تاویلات وتشریحات کی ضرورت بھی صرف اس وقت پیش آتی ہے جب ان احادیث کو ان کے ظاہری معنوں پر محمول کیا جائے لیکن اگر ان احادیث کو ان کے صحیح معنوں پر محمول کیا جائے تو پھر ان کی تاویل وتشریح کوئی مشکل نہیں رہ جاتی جیسا کہ محققین نے بیان کیا ہے۔

تمام اہلِ سنت جن میں سلف صالحین، اہل حدیث علماء، فقہاء اور اشعری متکلمین شامل ہیں۔ ان سب کا مذہب یہ ہے، کہ گناہ گار لوگ اللہ کی مشیئت ومرضی کے تابع ہیں اور جس شخص کی بھی موت ایمان کی حالت میں واقع ہوئی، اور وہ اخلاصِ دل سے توحید ورسالت کی گواہی دیتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، اگر وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو گیا تھا یا گناہوں سے محفوظ تھا، تو وہ رحمتِ الٰہی سے جنت میں چلا جائے گا اور وہ آگ پر بالجملہ حرام ہوگا۔ اگر ان احادیث کو ایسے آدمی پر محمول کریں تو معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور حضرت حسن بصری وامام بخاری رحمہما اللہ کی بیان کردہ تاویل کا یہی معنیٰ ہے۔

اگر وہ شخص نیکیوں اور برائیوں کے ملے جلے اعمال پر مشتمل نامۂ اعمال والا ہے۔ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ بعض واجبات کو ترک کیا ہے یا پھر اللہ کی

طرف سے حرام کیئے گئے بعض امور کا ارتکاب کیا ہے تو وہ مشیئتِ الٰہی یعنی اللہ کی مرضی کے تابع ہے۔اس کے بارے میں قطعیت سے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ سیدھے ہی جنت میں چلا جائے گا اور نہ یہ کہ وہ سیدھا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا بلکہ قطعیت ویقین کے ساتھ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ صرف یہ کہ یہ شخص بالآخر یعنی کبھی نہ کبھی تو اس کلمہ کی برکت سے جنت میں ضرور ہی جائے گا۔لیکن اس سے پہلے اس کا معاملہ مشیئت وارادۂ الٰہی کے تابع ہے۔اگر اللہ نے چاہا تو وہ اس کے گناہوں کی سزا دے دے گا۔(اور سزا بھگتنے کے بعد وہ جنت میں چلا جائے گا) اور اگر اللہ چاہے گا تو وہ اپنے فضل وکرم سے اس کے گناہ اسے معاف کر دے گا (اور اسے جنت میں داخل کر دے گا یہ اس کی مرضی ہے)

انہی تاویلات وتشریحات کے سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ جہنم کی آگ حرام ہونے اور جنت کا مستحق ہونے والی ہر دو طرح کی احادیث کو مستقل بالذات مان لیا جائے تو یہ بھی ممکن ہے۔اور پھر ان دونوں طرح کی احادیث کے مابین جمع وتطبیق یوں ہوگی کہ لا الٰہ الّا اللہ پڑھ لینے سے جنت کا مستحق ہو جانے کا معنیٰ ومراد یہ ہے جس پر کہ اجماعِ امت بھی ہے کہ توحید ورسالت پر ایمان رکھنے والا ہر موحّد یقیناً جنت میں داخل ہو جائے گا یا معافی پا کر سیدھے جنت میں چلا جائے گا یا پھر اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد۔

اور اس پر جہنم کی آگ حرام ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس پر نارِ جہنم کی ہمیشگی حرام ہے۔(ان دونوں مسئلوں میں خوارج ومعتزلہ کے برخلاف۔)

اور وہ حدیث جس میں مذکور ہے کہ جس کی زبان سے آخری کلمات لا الٰہ الّا اللہ ہو گئے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔وہ حدیث ممکن ہے کہ صرف اسی شخص کے

ساتھ خاص ہو جس کی زبان سے نکلنے والے آخری کلمات تو یہی اقرارِ توحید و رسالت ہوں اگر چہ پہلے وہ اچھے برے ہر طرح کے ملے جلے اعمال والا ہو۔ اور موت کے وقت اس اقرار کے صدور کی برکت سے اسے اللہ کی رحمت اپنے سائے میں ڈھانپ لے، اور پوری طرح ہی اس کی نجات ہو جائے، اور وہ جہنم پر حرام ہو جائے۔

بر عکس اس شخص کے جو ملے جلے اعمالِ خیر و شر والا ہے اور پھر آخری وقت میں اس کی زبان سے یہ اقرارِ توحید و رسالت بھی ادا نہیں ہوا۔ (تو ایسا شخص اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا) ان احادیث کے سلسلہ میں بعض دیگر تشریحی امور کی تفصیل مطلوب ہو تو امام نووی رحمہ اللہ کی شرح صحیح مسلم جلد اوّل، جزء اوّل (ص ۲۱۸ تا ۲۲۱) ملاحظہ فرمائیں۔

ان احادیث کے مفہوم کی تعیین کے لیئے یہ تاویلات و تشریحات اشد ضروری ہیں، کیونکہ قرآن و سنّت میں ایسی بکثرت نصوص یعنی آیات و احادیث بھی ہیں جن میں کتنے ہی شرعی واجبات کا ذکر آیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر انہیں ترک کیا گیا تو یہ نارِ جہنم میں لے جانے کا موجب ہوگا، ایسے ہی بکثرت محرمات کا ذکر وارد ہوا ہے جن کے ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ان کا ارتکاب کیا تو یہ موجبِ جہنم ہے۔ لہٰذا وعیدوں والی ان احادیث اور کلمہ توحید و رسالت پڑھنے سے جنت جانے والی ان احادیث کے مابین مطابقت پیدا کرنے کے لیئے یہ تاویلیں از بس ضروری ہیں۔ ورنہ پھر تو بشارت و وعید والی ان احادیث کے مابین ایک لاینحل اشکال بلکہ تضاد نظر آئے گا۔'' (۱۳۴)

---

(۱۳٤) نيل الأوطار ۲۹۷/۱/۱

# بعض دیگر دلائل

تارکِ نماز کو فاسق قرار دینے والوں کے نو دلائل اور ان کا جائزہ تو ہو گیا۔ جبکہ ان کے کچھ دلائل اور بھی ہیں، جن کی رو سے وہ کہتے ہیں کہ تارکِ نماز کافر نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہے۔

ان دلائل میں سے ہی ایک تو وہ حدیث ہے جو سنن أربعة میں سے أبو داؤد ،نسائي، ابن ماجه اورصحيح ابن حبان میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

"اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لیۓ اچھی طرح وضوء کیا، اور انہیں ان کے اوقات (اُولیٰ) میں ادا کیا۔ ان کے رکوع وسجود پوری طرح ادا کیۓ۔ اور ان میں خشوع وخضوع کا اہتمام کیا، اس کے لیۓ اللہ کا عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لیۓ اللہ کا کوئی عہد نہیں ہے۔"

((إِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُ وَإِنْ شَآءَ عَذَّبَهُ)). (۱۳۵)

"اگر وہ چاہے گا تو اسے بخش دے گا، اور اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔"

اس حدیثِ شریف کے آخری الفاظ سے تارکِ نماز کے عدمِ کفر پر استدلال کیا جاتا ہے، اور اس بات پر بھی کہ تارکِ نماز کے لیۓ دائمی جہنمی ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ اللہ چاہے گا تو اسے معاف کردے گا اور چاہے گا تو عذاب دے کر چھوڑ دے گا۔

(۱۳۵) صحيح ابى داؤد حديث (۱٤۰)، صحيح سنن نسائى حديث (٤٤٧)، ابن ماجه حديث (۱٤۰۱)، مسند احمد ۳۱۷/٥، موارد الظلمان حديث (۲٥۲)

## جائزہ :

المنتقیٰ کی شرح میں اس حدیث کے تحت امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کفر کی کئی قسمیں ہیں، اور ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں جو مغفرت وبخشش کے منافی بھی نہیں مثلاً اہلِ قبلہ مسلمانوں کو بعض گناہوں کے ارتکاب پر کفر کرنا کہا گیا ہے۔''(۱۳۶)

یہاں اس بات کی دلیل ہے کہ ہر تارکِ نماز کا دائمی جہنمی ہونا کوئی ضروری نہیں لیکن شارع علیہ السلام نے جن گناہوں کو کفر کا نام دیا ہے وہ کفر ہی ہوں گے۔ اگر چہ یہ اصل کفر سے ادنیٰ درجے کا الگ کفر ہے۔ جس کی آگے کچھ وضاحت بھی ہم کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہِ

المنتقیٰ میں تو ابوالبرکات المجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو تارکِ نماز کے عدمِ کفر کے دلائل کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ جبکہ ان کے قابلِ صد افتخار پوتے شیخ الاسلام امام احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ جلد:۲۲ص:۴۹ پر لکھا ہے:

''جو شخص پکا بے نماز ہو، اور ترکِ نماز پر مُصر ہو، اور اسی ترک واصرار پر ہی اس کی موت آ جائے، تو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ البتہ اکثر لوگ جو پکے بے نماز تو نہیں ہوتے بلکہ کبھی وہ نماز پڑھنے لگتے ہیں اور کبھی چھوڑ دیتے ہیں اور وہ لوگ نماز پر محافظت ونگہداشت کرنے والے نہیں ہوتے ہیں اور وہ وعید کے تحت ہوتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں سنن کی یہ حدیثِ عبادہ رضی اللہ عنہ وارد ہوئی ہے۔ اور پھر یہ حدیث نقل کی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔(۱۳۷)

---

(۱۳۶) نیل الاوطار ۲۹۵/۱/۱

(۱۳۷) مجموع فتاوی ۴۹/۲۲

اِس سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کا دائمی تارکِ نماز سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ ہی اس کے عدمِ کفر پر اس بات سے استدلال کرنا درست ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ کبھی پڑھنے اور کبھی چھوڑ دینے والے شخص کے بارے میں ہے۔

## ایک اور دلیل:

تارکِ نماز کو کافر کی بجائے فاسق قرار دینے والوں کا استدلال ایک اُس حدیث سے بھی ہے۔ جو أبو داوٗد، ابن ماجة، بیھقی، مستدرك حاكم، اور مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلٰوةُ الْمَكْتُوبَةُ، فَاِنْ تَمَّهَا فَبِهَا، وَاِلَّاقِیْلَ: اُنْظُرُوا هَلْ لَّهُ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أُكْمِلَتِ الْفَرِیْضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهٖ، ثُمَّ یُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوْضَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ)). (۱۳۸)

''قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ فرض نماز ہے۔ اگر اس نے اسے پورا کیا ہو گا تو فَبِہا، ورنہ کہا جائے گا کہ دیکھو! کیا اس کی کوئی نفلی نمازیں ہیں؟ اگر اس کی کوئی نفلی نمازیں ہوئیں، تو اس کی فرض نمازوں میں واقع کمی کو ان سے پورا کیا جائے گا۔ اور پھر بقیہ تمام اعمال کا حساب بھی ایسے ہی کیا جائے گا۔''

اور معمولی لفظی فرق کے ساتھ اسی مفہوم کی ایک حدیث ابو داوٗد، ابن ماجة،

---

(۱۳۸) صحیح ابی داؤد (۷۷۱)، صحیح نسائی (۴۵۳) ابن ماجة (۴۱۵)، المتقیٰ مع النیل ۲۹۵/۱، صحیح الجامع ۳۵۲/۲

مستدرك حاكم اورمسند أحمد میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(۱۳۹)

اس قسم کی احادیث سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ جب فرض نماز کی کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی پڑھی ہوئی نمازوں پر اسے ثواب ملے گا۔ اور وہ مقبول ہیں اور یہ بات کفر کے منافی ہے۔

## جائزہ :

لیکن یہ استدلال بھی اولاً تو اُسی طرح کا ہے جیسے سابق میں گزری ہوئی بعض احادیث سے کیا گیا تھا جو کہ پکے تارک نماز سے نہیں بلکہ ایسے تارکِ نماز سے تعلق رکھتی ہیں جو نماز تو پڑھتا ہو لیکن کبھی چھوڑ بھی دیتا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگر کفر دون کفر والی بات پیشِ نظر رہے، اور یہ بات ذہن میں ہو، کہ کفر کی بعض اقسام مغفرت ودخولِ جنت اور عدمِ خلود فی النار کے منافی نہیں ہیں، تو پھر ان تاویلات کو کھینچ تان کر لانے کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔

## تاویل :

فاسق کہنے والے اہلِ علم اُن احادیث کی تاویل کرتے ہیں جن میں واضح طور پر تارکِ نماز کے لیئے کفر کا لفظ آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسی احادیث میں کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے یا پھر علامہ مجد الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول (فَقَدْ كَفَرَ) سے مراد یہ نہیں کہ وہ کافر ہو گیا یا اس نے کفر کیا بلکہ اس سے مراد ہے :

((قَدْ قَارَبَ الْكُفْرَ))۔(۱۴۰)

---

(١٣٩) صحيح أبي داوٗد(٧٧١) ،ابن ماجة (١٤٢٦)، صحيح الجامع ٣٥٣/٢/١ ،حوالہ سابقہ النيل

(١٤٠) المنتقىٰ ٢٩٦/١/١

’’وہ کفر کے قریب پہنچ گیا۔‘‘

اور اس تاویل کی تائید کے لیئے انہوں نے متعدد احادیث بھی نقل کی ہیں جن میں کفر کا لفظ وارد ہوا ہے اور وہ ہیں بھی نماز کے علاوہ دیگر امور کے بارے میں۔ مثلاً :

① ایک حدیث صحیح بخاري ومسلم، ترمذي اور ابن ماجة میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(( سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ))۔(۱۴۱)

’’مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال وجنگ کرنا کفر ہے۔‘‘

② صحیح بخاري ومسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَىٰ لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ اِلَّا كَفَرَ))۔(۱۴۲)

’’جس شخص نے جانتے ہوئے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف منسوب کیا اس نے کفر کیا۔‘‘

③ صحیح مسلم و مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِثْنَتَانِ بِالنَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)).(۱۴۳)

---

(۱٤۱) بخاری مع الفتح حدیث (٤٨)، المنتقیٰ ۲۹٦/۱/۱ الصلوۃ لابن القیم ص ٥١

(۱٤۲) المنتقیٰ حوالہ سابقہ

(۱٤۳) مختصر مسلم للمنذري حدیث (٥٥)، الصلوۃ لابن قیم ص٥۲، و المنتقیٰ ایضاً

''دو باتیں لوگوں میں کفر ہیں: ایک کسی کے نسب میں طعن و تشنیع کرنا اور دوسری میّت پر نوحہ خوانی (بَین) کرنا۔''

④ صحیح بخاري و مسلم ،نسائي وابن ماجة اورمسند أحمد میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے،صحیح بخاري ، أبو داوٗد ، نسائي ، ابن ماجة اورمسند أحمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاري ونسائي میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بخاري اور ترمذي میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّاراً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). (۱۴۴)

''میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

⑤ صحیح مسلم میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَيُّمَا غُلَامٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ ،فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ)). (۱۴۵)

''جو غلام اپنے آقا سے بھاگ جائے اس نے کفر کیا یہاں تک کہ وہ ان کے پاس نہ لوٹ آئے۔''

⑥ صحیحین و مؤطا میں ہے جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

---

(۱٤٤) مسلم ۱/۲/٥٥، صحيح النسائي(۳۸٤٥) صحيح أبي داوٗد(۳۹۲۰) صحيح الترمذي(۱۷۹٤) ابن ماجة (۳۹٤۲) ،صحيح الجامع ٦/۱٤۳۔نيل الأوطار ۱/۸۹۷

(۱٤٥) صحيح الجامع ۱/۲/۳۹۹ ونيل الأوطار ايضاً

((مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا)) (١٤٦)

''جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہا وہ خود ایسا ہوگیا۔''

⑦ حدیثِ قدسی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ)) . (١٤٧)

''میرے بندوں میں سے بعض نے مؤمن ہونے کی حالت میں، اور بعض نے کافر ہونے کی حالت میں صبح کی۔''

آگے فرمایا:

''جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں سے کفر کرنے والا ہے، اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کی تاثیر سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ سے کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔ (١٤٨)

⑧ سنن أبي داوٗد و ترمذي، ابن ماجة و دارمی اور مسند أحمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((تَبَرُّؤٌ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ)). (١٤٩)

''نسب (بیٹا ماننے) سے انکار کرنا چاہے وہ کس قدر دقیق ہی کیوں نہ ہو، ایمان لے آنے کے بعد کفر ہے۔''

---

(١٤٦) بخاري(٦١٠٤)مسلم ٤٩/٢ ،نيل الأوطار ايضاً،الصلوة لابن قيم ص :٥٥

(١٤٧) بخاري (٨٤٦)مختصر مسلم (٥٦) صحيح أبي داوٗد (٣٣٠٦)

(١٤٨)حوالہ جات سابقه و صحيح ابن ماجة ١٨٨٢، الصلوة لابن قيم و تحقيقه ص ٥١

(١٤٩) صحيح أبي داوٗد(٣٣٠٤) صحيح ترمذي (١١٦) ابن ماجة (٦٣٩) دار مي ٢٥٩/١،احمد ٤٠٨/٢

⑨ أبو داوٗد ،ترمذي، ابن ماجة ، دار مي اور مسند أحمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ أَتَى امْرَءَةً فِي دُبُرِهَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)). (۱۵۰)

''جس نے اپنی بیوی سے جائے پاخانہ میں جماع کیا اس نے شریعتِ محمدی سے کفر کیا۔''

⑩ أبو داوٗد ،ترمذي ، صحيح ابن حبان،مستدرك حاكم اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ))۔(۱۵۱)

''جس نے کسی غیر اللہ کی قسم کھائی،اس نے کفر کیا، یا شرک کیا۔''

اِن دس اور ایسی ہی دیگر احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اُن احادیث کی تاویل کی جاتی ہے، کہ جیسے اِن میں کفر سے مراد کفرِ اکبر نہیں ایسے ہی نماز کے تارکین سے متعلقہ احادیث میں بھی کفر سے مراد کفرانِ نعمت یا کفر کے قریب ہونا مراد ہے۔ لہٰذا تارکِ نماز کافر نہیں بلکہ فاسق ہے۔

## مزید دلائل:

اس کے علاوہ وہ لوگ جو تارکِ نماز کے عدمِ کفر کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

① نبی اکرم ﷺ نے زانی ، چور، ڈاکو اور شرابی و خائن سے ایمان کی نفی کی ہے

(۱۵۰) صحيح أبي داوٗد (۲۷۸۷)صحيح الترمذي (۱۲٤۱) صحيح ابن حبان (۱۱۷۷)مسند أحمد ۸٦/۲ مستدرك حاكم ۱۸/۱ ،المصابيح ٤۹۳/۲، الصحيحة (۱۰٤۲) ، الصلوٰة : ص: ٥٢

(۱٥۱) صحيح الجامع :٦۲۰٤، الصحيحة : ۲۰٤۲

جیسا کہ صحیح بخاري و مسلم ، نسائي ، ابن ماجہ اور مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْهَبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

''کوئی جب زنا کرتا ہے تو وہ بوقتِ زنا مومن نہیں رہتا، اور کوئی شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور جب کوئی چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا اور کوئی ڈاکو جب ڈاکہ ڈالتا ہے اور لوگ اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا۔''

صحیح مسلم و مسند أحمد میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاكُمْ)). (١٥٢)

''اور تم میں سے جب کوئی شخص مالِ غنیمت میں خیانت کرتا ہے، تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا، لہٰذا خبردار رہو، بچ کر رہو۔''

② صحیح بخاري و نسائي اور مسند أحمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث ہے جس میں اسی حدیث کی طرح زانی، چور اور شرابی کا تذکرہ ہے اور ڈاکو کا ذکر نہیں، بلکہ اس کے بجائے قاتل سے نفیٔ ایمان پر دلالت کرنے والے یہ الفاظ ہیں:

---

(١٥٢) مختصر مسلم للمنذري حديث (٤٣) ، صحيح الجامع ٦/٣ / ٢٣٤، ٢٣٥

((وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)). (۱۵۳)

''اور کوئی بندہ جب قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا۔''

③ ایسے ہی صحیح بخاري، مسلم اور سنن ثلاثة یعني أبو داؤد و ترمذی اور نسائي میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مصنّف ابن أبي شيبة میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس میں زانی، چور اور شرابی سے ارتکابِ جرم کے وقت ایمان کی نفی کی گئی ہے اور اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ)). (۱۵۴)

''توبہ کا دروازہ اس کے بعد بھی کھلا ہے۔''

عدمِ کفر کے قائلین کا کہنا ہے، کہ ان جرائم کا ارتکاب کرنے سے ایمان کا نام زائل ہو جانے کے باوجود ان لوگوں پر کفرِ انکار (کفرِ اکبر) واجب نہیں کیا گیا، اور نہ ہی ان کے ہمیشہ کیلئے جہنمی ہونے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ایسے ہی تارکِ نماز کا کفر کفرِ اکبر (یا کفرِ انکار) نہیں، اور نہ ہی اس کا یہ جرم ہمیشہ کے لئے اس کے جہنمی ہونے کا موجب ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ امانت کی ادائیگی نہ کرنے بلکہ اس میں خیانت کرنے والے شخص سے بھی ایمان کی نفی کی گئی ہے۔

④ عہد شکنی و وعدہ خلافی کرنے والے سے دین کی ہی نفی کر دی گئی ہے جیسا کہ مسند أحمد، سنن بیهقي و شعب الایمان اور الأحادیث المختارة للضیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

---

(۱۵۳) بخاري حديث (٦٨٠٩) صحيح نسائي (٤٥٢٥)، صحيح الجامع ٢٣٥/٣/٢

(١٥٤) صحيح الجامع ٢٣٤/٣/٢

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ وَلَادِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ)) (١٥٥)

''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں، اور اس شخص کا کوئی دین نہیں جو عہد و وعدہ کا پاس نہیں رکھتا۔''

اِس حدیث میں ان کے ایمان اور دین کی نفی کی گئی ہے، لیکن ترکِ امانتداری اور عہد شکنی کرنا، یہ افعال ایسے کفر کا موجب تو نہیں جو کہ انہیں ملّتِ اسلامیہ سے ہی نکال باہر کریں۔ خصوصاً بعض صحابہ وتابعین اور ائمہ کے ایسے اقوال بھی ملتے ہیں کہ انہوں نے کفر سے کفرِ اکبر مراد نہیں لیا جو کہ آدمی کو دین اسلام سے ہی خارج کر دے بلکہ اس سے ادنیٰ درجے کا کفر مراد لیا ہے۔ چنانچہ سورۃ المائدۃ کی آیت: ۴۴ میں جو ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾. (١٥٦)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ آسمانی قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔''

اِس آیت میں وارد کفر کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کفر (اکبر) نہیں جو تم سمجھتے ہو۔ چنانچہ امام طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا:

((هُوَ بِهِ كُفْرٌ وَلَيْسَ كَمَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ))

''اس کا یہ فعل تو کفر ہے، لیکن یہ کفر اس شخص کے کفر جیسا نہیں جو اللہ، اس

---

(١٥٥) صحيح الجامع ٦/٣ / ١٢٣، مشكوٰة ١٧/١

(١٥٦) سورة المَائده: ٤٤

کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں کا انکار و کفر کرتا ہے۔"

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی یہ بھی کہنا ہے:

((كُفْرٌ لَا يَنْقُلُ عَنِ الْمِلَّةِ))

"وہ کفر ایسا نہیں کہ جو اسے امتِ اسلامیہ سے ہی خارج کر دے۔"

ان کی یہ تفسیر مستدرك حاكم (٣١٣/٢) میں مروی ہے جسے امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے ان کی تصحیح پر موافقت کی ہے جبکہ سفیان رحمہ اللہ، ابن جریج رحمہ اللہ کے حوالہ سے امام عطاء رحمہ اللہ کا قول بیان کرتے ہیں:

((كُفْرٌ دُوْنَ كُفْرٍ، وَظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ، وَ فِسْقٌ دُوْنَ فِسْقٍ)). (١٥٧)

"کفرِ اکبر سے ادنیٰ درجے کا کفر، ظلمِ عظیم سے ادنیٰ درجے کا ظلم اور فسقِ کبیر سے ادنیٰ درجے کا فسق۔"

کفر کی یہ تاویل تو واضح ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

## جائزہ:

اس تاویل کے سلسلہ میں بعض کبار علماء کے تحقیقی فرمودات اور جائزہ کچھ اس طرح ہے کہ:

صاحبِ نیل الأوطار نے المنتقیٰ لأبي البركات المجد اور الصلوٰة لابن القیم میں وارد شدہ ایسی احادیث کے ساتھ بعض دیگر احادیث کا اضافہ بھی کیا اور لکھا ہے:

"المنتقیٰ کے مصنف المجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس تاویل کی تائید میں جو یہ احادیث وارد کی ہیں تو ان میں مذکور کفر کے بارے میں بھی اسی

---

(١٥٧) الصلوٰة: ٥٢ـ٥٣

طرح نزاع پایا جاتا ہے جس طرح کہ تارکِ نماز پر کفر کے اطلاق میں پایا جاتا ہے۔ جبکہ تاویل کی اس تنگ وادی میں قدم رکھنے کا سبب دراصل وہ وہم ہے جس کی رو سے کفر اور عدمِ مغفرت کو لازم وملزوم قرار دے لیا گیا ہے۔ (یعنی جس پر کفر کا لفظ آ گیا، اس کی بخشش نہیں ہوگی۔

اس وہم کو ایک قاعدہ کلیہ بنالیا گیا ہے) حالانکہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور اِس قاعدے کلیے کی نفی کثیر احادیث میں واردلفظِ کفر کی تاویلات کے جھنجٹ میں پڑنے سے بچا لیتی ہے"۔

اور آگے فرماتے ہیں:

"جسے نبیٔ اکرم ﷺ نے کافر کا نام دیا ہم بھی اسے کافر کہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ نہ کچھ کہتے ہیں اور نہ ہی تاویل کرتے ہیں کیونکہ اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔" (۱۵۸)

بعض اہلِ علم نے تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی احادیث میں واردکلمہ "الکفر" اور ان دوسری احادیث میں واردکلمہ "کفر" میں فرق کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے:

"الف لام معرفہ کے ساتھ الکفر سے مراد حقیقی کفر ہے اور نکرہ کے صیغہ کفر سے مراد یہ ہے کہ یہ کام کفر کے کاموں میں سے ہیں یا ان میں سے کسی کے ارتکاب سے کفر کا صدور ہوا مگر کافر نہیں ہوا جو کہ دائرۂ اِسلام سے خارج ہو جائے اس طرح بھی فرق کیا گیا ہے۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں اس موضوع پر خوب بحث کی ہے"۔ (۱۵۹)

---

(۱۵۸) نیل الأوطار ۱/۱/۲۹۷، ۱۹۸

(۱۵۹) للتفصیل :اقتضاء الصراط المستقیم ۱/ ۲۰۷، ۲۰۸۔ تحقیق الدکتور ناصر العقل۔

# سابقہ تمام دلائل پر طائرانہ نظر

## اور اُن کی اقسام

تارکِ نماز کو کافر نہیں بلکہ فاسق قرار دینے والوں کے جتنے بھی دلائل ہیں، ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ دورِ حاضر کے معروف عالم فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کے تجزیہ کی رو سے یہ سب دلائل پانچ صورتوں میں منحصر ہیں اور ان پانچوں صورتوں یا اقسام سے کوئی خارج نہیں ہے:

**پہلی قسم:**

ان میں سے پہلی قسم ایسے دلائل کی ہے جو ضعیف و کمزور اور غیر صحیح و غیر صریح، ان احادیث پر مشتمل ہیں جن سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

**دوسری قسم:**

ایسے دلائل یا نصوص ہیں جن میں زیرِ بحث مسئلہ کے لئے اصلاً استدلال کیلئے کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ مثلاً بعض لوگوں نے سورہ نسآء آیت: ۴۸ سے استدلال کیا ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ اِسے معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اس کے سوا جس گناہ کو چاہے گا معاف کردے گا۔'' [النسآء: ٤٨]

یہاں ﴿مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ کا مطلب یہ تو ہرگز نہیں کہ شرک کے سوا تمام گناہ ہی ایسے ہیں۔ کیونکہ جس نے اللہ ورسول کے ارشادات کی تکذیب کی تو وہ کافر ہے اور اس کا کفر بھی ایسا ہے جو نا قابلِ معافی ہے لیکن یہ گناہ ظاہر ہے کہ شرک کی قبیل سے بھی نہیں۔

## تیسری قسم :

ان کے دلائل کی تیسری قسم ایسی عام نصوص پر مبنی ہے۔ جو تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی احادیث سے خاص کردی گئی ہیں۔ مثلاً جن احادیث میں کلمۂ شہادت کی برکت سے آگ پر حرام ہونے کا ذکر ہے وہ عام ہیں اور تارکِ نماز کے کفر والی احادیث نے تارکِ نماز کو ان سے خاص کر کے نکال دیا ہے۔

## چوتھی قسم :

ان کے دلائل کی چوتھی قِسم ، ایسے عام دلائل پر مشتمل ہے جو ایسے امور سے مربوط و مقیّد کردیئے گئے ہیں جن کی موجودگی میں ترکِ نماز ممکن ہی نہیں ، مثلاً جن احادیث میں اخلاصِ دل کے ساتھ اور خالص رضائے الٰہی کے لئے اقرارِ توحید و رسالت کا ذکر آیا ہے جس کے عوض میں نارِ جہنم سے نجات کا ذکر ہے تو یہ اخلاصِ دل کے ساتھ اور خالص رضائے الٰہی کے حصول والی شرطیں ایسے امور ہیں کہ ان کی موجودگی میں ترکِ نماز ناممکن ہے اس لئے کہ جس نے بھی صدق و اخلاص کا رویہ اپنایا اسے اس نے ادائے نماز پر آمادہ کیا کیونکہ نماز اسلام کا رکن ہے اور بندہ و خالق کے مابین ایک تعلق۔ اور اگر بندہ اللہ کی رضاء کے حصول میں صادق ہے تو اس تک پہنچنے کے جو طریقے ہیں ان پر چلنا ضروری ہے، اور یہ نماز انہی میں سے ایک ہے۔ اس طرح جس نے اخلاص و صدقِ دل سے توحید باری تعالیٰ اور رسالتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعتراف کرلیا تو اسے یہ شہادت رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر نماز کی ادائیگی پر آمادہ کرے گی۔ اور پھر اس میں وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی اتباع کرے گا کیونکہ شہادتِ حق اور اتباع و کامل سپردگی لازم و ملزوم چیز ہیں یعنی جب شہادتِ حق ہوگی تو پھر کامل سپردگی و اتباع بھی ضرور ہی ہوگی۔

**پانچویں قسم :**

ان کے دلائل کی پانچویں قِسم ایسی نصوص پر مبنی ہے جو کچھ ایسے احوال اور ظروف سے مقید اور وابستہ ہیں، کہ جن کے دوران انسان ترکِ نماز میں معذور ہے جس پر کوئی مؤاخذہ وگرفت نہیں ہے جیسے وہ لوگ جو اسلامی تعلیمات کے فرض ہونے سے پہلے فوت ہو گئے یا وہ لوگ جنہوں نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید ورسالت کی شہادت دے دی اور اسلام میں داخل ہو گئے لیکن کسی عمل کی نوبت آنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے یا مار دیئے گئے اور شرائعِ اسلام پر عمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ یا یہ کہ کوئی شخص دار الکفر میں مسلمان ہوا، اور ابھی تک اسلامی تعلیمات سے لاعلم ہو اور اسی حالت میں اسے موت آجائے، ایسے لوگ ترکِ نماز میں یا عدمِ ادائیگی نماز میں معذور شمار ہوں گے ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

حاصلِ کلام یہ کہ قائلینِ فسق کے پاس یا تو سرے سے کوئی صحیح دلیل ہے ہی نہیں یا پھر وہ دلیل کسی ایسے وصف سے وابستہ ہے جس کی موجودگی میں ترکِ نماز کا کوئی امکان ہی نہیں ہوسکتا۔ یا وہ نصوص ودلائل ایسے حالات سے مقیّد ہیں جن میں ترکِ نماز کا عذر موجود ہے یا پھر ایسے عام دلائل ونصوص ہیں جو تارکِ نماز کی تکفیر کے ساتھ خاص کر دیئے گئے ہیں۔(۱۶۰)

---

(۱۶۰) ماهنامه "محدّث" بنارس، جلد: ۸ شماره: ۶۰، بابت ذو القعده ۱۴۱۰ھ جون ۱۹۹۰ء اردو ترجمه مالة ابن عثیمین

# قائلینِ کفر کے دلائل

## قرآنِ کریم سے

پچھلے اوراق میں ہم نے تارکِ نماز کا حکم اور اسے کافر نہیں ، بلکہ مرتکبِ کبیرہ گناہ ، فاسق قرار دینے والوں کے دلائل ذکر کیئے ہیں اور بعض اہلِ علم کے اقوال وافادات کی روشنی میں ان کا تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ اور اب باری ہے تارکِ نماز کے بارے میں قائلینِ کفر کے دلائل کی ، جبکہ اس دوسرے قول کے قائلین میں سے صحابہ وتابعین، تبع تابعین وائمہ اور فقہاء ومحدّثین سبھی قسم کے لوگ ہیں جیسا کہ اس موضوع کے شروع میں ہی ہم یہ وضاحت کر آئے ہیں ۔ اور اس فریقِ ثانی کے دلائل قرآنی آیات ، احادیثِ رسول ﷺ ، اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ، آثارِ صحابہ وتابعین ، اور اقوالِ تبع تابعین وائمہ ہیں۔

تو آیئے اس سلسلہ میں پہلے قرآنِ کریم کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں قائلینِ فسق کے دلائل نقل کرنے کے بعد قائلینِ کفر کے دلائل بھی ذکر کیئے ہیں اور قرآنِ کریم کے دس مقامات سے تارکِ نماز کے کفر پر استدلال اور وجوہِ استدلال بیان کی ہیں جن میں سے تین مقامات کو تو تارکِ نماز کے ''انجام'' کے ضمن میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ لہذا ان کی تفصیل کو دہرانے کی بجائے ان سے وجہِ استدلال کا خلاصہ بیان کر دیتے ہیں۔

### پہلا مقام :

مذکورہ مقامات میں سے پہلا مقام سورہ مدثّر آیت: ۳۸ تا ۴۸ ہے جہاں مذکور ہے کہ جنتی لوگ مجرموں سے جہنم میں جانے کا سبب پوچھیں گے تو وہ ترکِ نماز وغیرہ

جرائم کا ذکر کریں گے۔ان آیات میں سے ۴۱ ویں آیت میں اللہ نے انہیں ''مجرم'' کہا ہے جبکہ قرآنِ کریم کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو مومن مسلمانوں کی ضد قرار دیا ہے جیسا کہ سورہ قمر آیت :۴۷،۴۸ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ﴾ [سورة القمر: ٤٧-٤٨]

''بے شک مجرمین (گناہگار دنیا میں) گمراہ ہیں (اور آخرت میں) دہکتی آگ میں پڑیں گے، جس دن وہ اوندھے (جہنم کی) آگ میں گھسیٹے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ (اپنے بدن سے لگنے) کا مزہ چکھو۔''

اور سورہ المطفّفین آیت :۲۹ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ﴾

''بے شک مجرمین (گناہگار لوگ دنیا میں) ایمان والوں پر ہنستے (مسخرہ پن کرتے) تھے۔'' [سورة المطففين:٢٩]

ان دو مقامات پر اللہ نے مجرمین کو مؤمن مسلمانوں کی ضد بتایا ہے۔اور جب تارکِ نماز کو اہلِ جہنم مجرمین سے شمار کیا ہے اور مجرمین بمقابل مؤمنین ہے تو یہ تارکِ نماز کے کفر کی دلیل ہوئی۔

## دوسرا مقام:

دوسرا مقام انتیسویں پارے کی سورۃ المرسلات آیت :۴۶ تا ۴۸ ہے، وہاں بھی آیت :۴۶ میں مجرمین کا ذکر ہوا ہے۔اور آیت :۴۷ میں اس کو ویل وہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے جس کا سبب ترکِ نماز ہے۔اور جب اللہ نے پانچ نمازیں روزانہ فرض کی ہیں اور ان کے ترک پر سخت سزاؤں کی وعید سنائی ہے تو اگر کوئی ایماندار ہو،

اللہ کی طرف سے اس حکم کے نزول کی تصدیق بھی کرتا ہو تو پھر یہ ناممکن ہے کہ وہ شخص ترکِ نماز پر مُصر رہے۔ اگر کوئی ترکِ نماز پر پھر بھی مُصر ہے تو سمجھ لیں کہ اس کا دل ایمان سے بالکل خالی ہے اور یہ فعل اس کے لئے کفر ہے۔

## تیسرا مقام:

تیسرا مقام سورۃ توبہ کی آیت :۱۱ ہے جہاں اخوتِ اسلامی کو توبہ و نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ معلق قرار دیا گیا ہے۔ اور جو نماز ادا نہیں کرتا وہ مؤمنوں کے ساتھ اخوت کا مستحق نہیں۔ لہذا یہ بھی ان کے لئے غیر مؤمن ہونے کی وجہ سے ان کے کفر کی دلیل ہوئی۔

## چوتھا مقام:

چوتھا مقام سورۃ الماعون کی آیت :۴، اور ۵ ہیں جو کہ نماز میں عدمِ پابندی و عدمِ محافظت اور اسے وقت سے بے وقت کر کے پڑھنے سے متعلقہ موضوع کے ضمن میں بھی گزری ہیں جن میں اللہ نے ان نمازیوں کیلئے "ویــل" کی وعید سنائی ہے جو نمازوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہاں اس بے خبری کا معنیٰ نمازوں کو بے وقت ادا کرنا لیا گیا تھا جبکہ بعض اہلِ علم نے بے خبری سے مراد ترکِ نماز بیان کی ہے۔ مثلاً حیوہ بن شریح، ابوصخر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن کعب القرظی سے ﴿الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ کا معنیٰ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ((هُوَ تَارِکُهَا)) (۱۶۱)

"اس آیت میں نماز سے بے خبر سے تارکِ نماز مراد ہے۔"

اگر اس تفسیر کو نہ بھی لیا جائے اور کہا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی

---

(۱۶۱) بحوالہ الصلوۃ ص: ۴۰

موقوف اور حسن درجہ کی تفسیر میں اس سے مراد نماز میں عدمِ پابندی ہی ہے تو پھر ان دونوں میں سے پہلی آیت میں جو "ویل" کی وعید ہے وہ قرآنِ کریم کے اکثر مقامات پر کفار کے لیئے وارد ہوئی ہے اور صرف دو مقامات پر غیر کفار یعنی فاسقین کے لیئے وارد ہوئی ہے۔ ان دونوں مقامات میں سے ایک تو سورہ تطفیف یا مطفّفین کی پہلی ہی آیت ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ [سورة المطففين:١]

"ویل ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیئے۔"

اور دوسری جگہ سورہ ہمزہ کی بھی پہلی ہی آیت ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [سورة الهمزة :١]

"ویل ہے ہر طعنہ دینے والے اور عیب چینی کرنے والے کے لیئے۔"

یہ دو مقام ایسے ہیں، جہاں یہ "ویــــل" کی وعید کفار کے لیئے نہیں جبکہ دیگر مقامات پر ویل کفار کے لیئے ہی مذکور ہوئی ہے۔ مثلاً سورہ فصّلت، جسے حٰم السجدہ بھی کہتے ہیں اس کی آیت: ٦، اور ٧ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ [سوره فصلت :٦، ٧]

"ویل ہے مشرکین کے لیئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔"

سورۃ جاثیہ کی آیت: ٧ میں فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ [سورة الجاثيه : ٧]

"ویل ہے ہر جھوٹے گناہگار کے لیئے۔"

آگے اس کا سبب بتاتے ہوئے فرمایا:

''یہ اللہ کی باتیں سنتا ہے جو اس کے پاس پڑھی جاتی ہیں۔ پھر وہ ضد کرتا ہے غرور کی بناء پر (اور ایسے ہو جاتا ہے کہ) گویا اس نے سنا ہی نہیں، ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں۔ اور جب ہماری باتوں میں سے کسی بات کی خبر پاتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے، ایسے لوگوں کے لئے ذلت ناک عذاب ہے۔''

سورۃ ابراہیم آیت:۲ میں ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾ [سورۃ ابراھیم:۲]

''اور کافروں کے لیئے ویل ہے سخت عذاب سے۔''

اِن مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ''ویل'' کی وعید کفار کو ہی سنائی ہے اور تارکِ نماز کو بھی ''ویـــل'' کی ہی وعید سنائی گئی ہے جو اس کے کفر کی دلیل ہے۔ اور عام فساق کی طرح تارکِ نماز نہیں ہے بلکہ تارکِ نماز کو یہ وعید کفار کے ساتھ الحاق کرتے ہوئے یا اسے ان میں سے شمار کرتے ہوئے سنائی گئی ہے جیسا کہ اس بات کے بکثرت دلائل آگے آرہے ہیں۔

## پانچواں مقام:

قرآن مجید کا پانچواں مقام جس سے تارکِ نماز کے کفر پر استدلال کیا جاتا ہے وہ سورۃ مریم کی آیت:۵۹ ہے، یہ بھی نماز میں عدمِ پابندی کے ضمن میں ذکر کی جا چکی ہے اس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾. [سورہ مریم:۵۹]

''پھر ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین بنے جنہوں نے نماز کو ضائع کر لیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی، عنقریب وہ غـــیّ یا گمراہی سے دوچار

ہوں گے‘‘۔

اگلی آیت:٦٠ میں فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئاً﴾ [سورۃ مریم:٦٠]

’’سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے عمل کیئے وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔‘‘

آیتِ اول میں مذکور ’’غـیّ‘‘ کی تفسیر ذکر کی جا چکی ہے کہ یہ جہنم کی ایک گہری وادی ہے جس میں اہلِ جہنم کی پیپ بہتی ہے۔

ان آیات سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ نے یہ جگہ نماز کو ضائع کرنے اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے لیئے بنائی ہے۔ اگر تارکِ نماز گناہگار مسلمانوں کے ساتھ ہوتا تو جہنم کے کسی اوپر کے طبقے میں ہوتا نہ کہ اس گہری کھائی میں، جبکہ یہ گہری کھائیاں یا وادیاں اہلِ اسلام کا نہیں بلکہ کفار کا ٹھکانا ہیں۔

اور یہیں ایک دوسری دلیل بھی موجود ہے اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب وہ غیّ کے انجام سے دوچار ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی، ایمان لائے اور اچھے عمل کیئے۔

اِن الفاظ سے بھی بے نماز کے کفر کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ مومن مسلمان ہی رہتا تو اس کی توبہ کے ساتھ اس کے ایمان لانے کی شرط نہ ہوتی جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں توبہ کے ساتھ ایمان لانے کا بھی ذکر کیا ہے جو اس کے کفر یعنی اہلِ ایمان میں سے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

## چھٹا مقام:

ایک چھٹے مقام سے بھی تارکِ نماز کے کفر پر استدلال کیا جاتا ہے اور وہ ہے سورۃ المنافقون کی آیت: ۹ جو ترجمہ وتفسیر سمیت نماز کی عدمِ پابندی پر وعید کے ضمن میں گزر چکی ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال واولاد اللہ کے ذکر (نمازِ پنجگانہ) سے غافل نہ کردیں۔اور جو کوئی غفلت کرے گا تو ایسے لوگ ہی (قیامت کے دن) نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

اس آیت سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیئے مطلق نقصان کا فیصلہ کیا ہے جسے اس کے مال واولاد نماز سے روک دیں یا غافل کر دیں۔اور مطلق نقصان صرف کفار کے ساتھ خاص ہے جبکہ مسلمان اگر چہ اپنے گناہوں کی وجہ سے نقصان اُٹھاتا تو ہے لیکن آخر کار وہ فائدہ ونفع ہی پانے والا ہوتا ہے۔اور اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی چار مختلف شکلوں کو یکجا جمع کر کے تارکِ نماز کے خسارے کو انتہائی یقینی کر دیا ہے جو اس کے کفر کی دلیل ہے۔تاکید کی ان چار قسموں کی تفصیل کتاب الصلوٰۃ ابن قیم، تحقیق و تفصیل ص: ۴۲، ۴۳ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

## ساتواں مقام:

اِس سلسلے کا ساتواں مقام سورۃ قلم کی آیت: ۳۵ تا ۴۳ ہے جہاں پہلے فرمایا:

﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ﴾ [سورہ القلم: ۴۵، ۴۳]

''کیا ہم مسلمانوں (فرمانبرداروں) کو گناہگاروں (مجرموں) کے برابر کر دینگے؟''

آگے فرمایا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس سے تم پڑھ لیتے ہو، اس میں تمہیں وہ ملتا ہے جو تمہیں پسند ہے؟ کیا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں ٹھیک پہنچنے والی قیامت کے دن کہ تمہیں وہ ملے گا جس کا تم فیصلہ کرو گے؟ ان سے پوچھیئے کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے؟ کیا ان کے واسطے کوئی شریک ہیں؟ پھر تو چاہئیے کہ اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں۔ جس دن کہ کھولی جائے گی پنڈلی (یعنی قیامت کے دن) اور وہ بلائے جائیں گے سجدہ کرنے کے لیئے مگر وہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی جا رہی ہوں گی، ان پر ذلت چڑھتی جا رہی ہوگی۔''

اور اس کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ﴾

''وہ سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے جبکہ وہ صحیح سالم تھے (مگر انہوں نے کبھی سجدہ نہیں کیا تھا)'' [سورہ قلم:٤٣]

اِن آیات سے تارکِ نماز کے کفر پر یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مجرموں جیسا نہیں کرے گا کیونکہ یہ اس کی حکمت و فیصلہ کے لائق ہی نہیں ہے۔ پھر اس نے مجرموں کے جو حالات بیان کیئے ہیں وہ مسلمانوں کے حالات کے برعکس ہیں۔ اور فرمایا کہ:

''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی، اس دن (یعنی بروزِ قیامت) انہیں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لیئے بلایا جائے گا مگر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر سجدہ نہیں کر سکیں گے۔''

اور اس کا سبب دراصل یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں نمازیوں کے ساتھ مل کر

سجدہ کرنا ترک کیے رکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تارکینِ نماز کا حشر کفار ومنافقین کیساتھ ہوگا جن کی کمریں اللہ کو سجدہ کرنے کے وقت نہیں جھکیں گی، اور اگر یہ تارکینِ نماز مسلمان ہوتے تو پھر انہیں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح سجدہ کرنے کی توفیق نصیب ہو جاتی۔

## آٹھواں مقام:

اسی موضوع کا آٹھواں مقام سورہ نور کی آیت :۵۶ ہے جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

''اور نماز قائم کرو اور رسول کی طاعت کرو تا کہ تم رحم کیے جاؤ۔'' [النور:۵۶]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حصولِ رحمت کو ان امور کی بجا آوری کے ساتھ معلق کر دیا ہے۔ اور اگر ترکِ نماز موجبِ کفر اور دخولِ جہنم کا سبب نہیں تو پھر ان کو نماز پڑھے بغیر بھی مرحوم ہونا چاہیئے تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان افعال کی بجا آوری کے بعد رحمت کے امیدوار بنایا ہے۔

## نواں مقام:

اس سلسلہ کا نواں مقام سورۂ قیامت کی آیت :۳۱ اور ۳۲ ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾ [قیامۃ:۳۱،۳۲]

''نہ اس نے تصدیق کی، نہ نماز پڑھی بلکہ تکذیب کی اور پیٹھ پھیری۔''

جب اسلام تصدیقِ خبر اور اطاعتِ امر کا نام ہے تو اللہ نے اس کی دو ضدیں بھی بتائی ہیں اور وہ ہیں عدمِ تصدیق اور عدمِ نماز، اور تصدیق کے مقابلہ میں تکذیب کو اور نماز کے مقابلہ میں پیٹھ پھیرنے کو رکھا ہے۔ پس جس طرح جھٹلانے یا تکذیب

کرنے والا کافر ہے۔ ایسے ہی تارکِ نماز بھی ہے اور جس طرح تکذیب سے اسلام زائل ہو جاتا ہے، ایسے ہی نماز سے پیٹھ پھیرنے سے بھی زائل ہو جاتا ہے۔

## دسواں مقام :

جبکہ ایسا ہی دسواں مقام سورہ سجدۃ کی آیت: ۱۵ ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ [السجدة: ١٥]

''ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں جنہیں جب سمجھایا جائے تو وہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور تکبّر نہیں کرتے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے ایمان کی نفی کی ہے جنہیں جب اللہ کی آیات سے سمجھایا جائے تو حمدِ باری تعالیٰ بیان کرتے ہوئے سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ اور اللہ کی آیات کے ساتھ تذکیر میں سے سب سے عمدہ واعلیٰ تذکیر نماز کی آیتوں سے تذکیر ہے۔ جسے ان آیات کے ساتھ سمجھایا گیا مگر وہ نہ سمجھا، اور نہ ہی اس نے نماز پڑھی۔ تو گویا وہ ان پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ وہ اہلِ سجود ہیں اور جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ سورہ بقرہ آیت ۴۳، اور دوسری آیات کے الفاظ:

﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ [سورة البقرة: ٤٣]

''اور نماز قائم کرو۔''

پر ایمان ہی نہیں لایا۔ یوں اس آیت سے اس کے کفر پر استدلال کیا گیا ہے۔ (۱۶۲)

---

(١٦٢) للتفصيل كتاب الصلوة لابن القيم (ص: ٣٧ تا ٤٥)

# قائلینِ کفر کے دلائل!

## حدیثِ شریف سے

سابقہ سطور میں ہم نے تارکِ نماز کے بارے میں کفر کی رائے رکھنے والوں کے قرآنی دلائل ذکر کیئے ہیں۔ جبکہ ان کا استدلال متعدد احادیث سے بھی ہے جن میں سے بعض احادیث ترکِ نماز کے انجام کے ضمن میں بھی ذکر کی جا چکی ہیں۔ مثلاً :

① صحیح مسلم ، ابو داوُد ، ترمذی ، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ......))

''بندۂ مومن اور کفر کے مابین صرف ترکِ نماز (کا ہی فرق) ہے۔''

جبکہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ)). (۱۶۳)

''بندۂ مومن اور شرک و کُفر کے مابین صرف نماز ہی کا فرق ہے۔''

② دوسری حدیث سننِ اربعہ ، صحیح ابن حبان ،مستدرك حاکم اور مسند أحمد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا :

((اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)). (۱۶۴)

---

(١٦٣) تخریج گزر گئی ہے۔ (١٦٤) تخریج گزر گئی ہے۔

"ہمارے اور ان کفار و مشرکین کے مابین جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔"

③ ہبۃ اللہ لالکائی کی کتاب شرح اصولِ اعتقاد میں ہے، نبیٔ اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

**((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ الصَّلٰوةُ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ)).** (١٦٥)

"بندے اور اس کے کفر و ایمان میں وجہِ تمیز یہ نماز ہی ہے جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے شرک کیا۔"

④ معجم طبرانی کبیر اور کتاب الصلوۃ مروزی میں ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ہمیں وصیت کی اور فرمایا:

**((لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئاً وَّلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ فَمَنْ تَرَكَهَا عَمَداً مُّتَعَمِّداً فَقَدْ أُخْرِجَ مِنَ الْمِلَّةِ)).** (١٦٦)

"اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، اور جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو، اور جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، وہ ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہو گیا۔"

بعض روایات انفرادی طور پر تو ضعیف و متکلم فیہ ہیں البتہ ایک دوسرے کی شاہد ہیں۔

⑤ مسند أحمد و معجم طبرانی کبیر میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے جس میں ہے:

---

(١٦٥) تخریج گزر گئی ہے۔ (١٦٦) تخریج گزر گئی ہے۔

((مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ)) (١٦٧)

''جس نے کوئی فرضی نماز ترک کی، اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔''

⑥ حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا مرفوعاً بیان فرماتی ہیں:

((لَا تَتْرُكِي الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ)). (١٦٨)

''جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو، پس جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ بری ہو گیا۔''

⑦ ابن ماجہ اور مسند أحمد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی:

((أَلَّا أَتْرُكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِمَّةُ)). (١٦٩)

''میں جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑوں، جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا (یعنی وہ اللہ کے ذمّہ سے نکل گیا)''

اِن آخری تینوں روایات کے مجموعی مفاد سے معلوم ہوا کہ تارکِ نماز سے اللہ کا ذمہ بریٔ ہو جاتا ہے جو اس کے ملّتِ اسلامیہ سے خروج کی دلیل ہے۔

---

(١٦٧) تخریج اور اس پر کلام گزر چکا ہے۔

(١٦٨) مسند أحمد ٦/ ٤٢١ صحيح الترغيب والترغيب (٥٧٢) تخریج اور اس پر کلام گزر چکا ہے۔

(١٦٩) تخریج اور اس پر کلام گزر چکا ہے۔

کیونکہ بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اگر وہ اسلام پر ہی ہوتا تو پھر اُسے اسلام کا ذمہ حاصل ہوتا ہے۔

⑧ صحیح ابن حبان، معجم طبرانی کبیر، معجم طبرانی أوسط اور مسند أحمد میں ہے جو کہ نماز پر عدمِ پابندی کے ضمن میں بھی گزر چکی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جو شخص اس پر محافظت کرے گا اس کے لیئے یہ قیامت کے دن نورِ ایمان وراہِ صراط، دلیلِ خیر اور ذریعۂ نجات بن جائے گی۔ اور جس نے اس پر محافظت و پابندی نہ کی تو یہ نہ اس کے لیئے نور ہوگی، نہ برہان و دلیلِ خیر اور نہ ہی ذریعۂ نجات۔''

اور آگے فرمایا:

(( وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) . (١٧٠)

''قیامت کے دن اس شخص کا حشر قارون وفرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

اس حدیث کی تشریح ہم نماز میں عدمِ پابندی کے ضمن میں ذکر کر چکے ہیں کہ ان بدنامِ زمانہ لوگوں کے ساتھ اس کا حشر کیوں ہوگا؟ اور نماز پر عدمِ محافظت و عدمِ پابندی کے نتیجہ میں عالمِ کفر کے ان چار ستونوں کے ساتھ حشر ہونے کو بنیاد بناتے ہوئے بھی تارکِ نماز کے کفر کی رائے اختیار کی گئی ہے۔

---

(١٧٠) تخریج اور اس پر کلام گزر چکا ہے۔

⑨ ان کے دلائل میں سے نویں دلیل وہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ جو ترمذی و ابن ماجۃ ، الایمان لابن أبي شیبة اورمسند أحمد میں ہے جسے تعدّدِ طُرق کی بناء پر صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا :

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ)). (۱۷۱)

''امرِ دین کی چوٹی اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے۔''

اس حدیث سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ نماز کا مقام اسلام میں ایسے ہے جیسے کسی خیمے کا ستون ہو اور جس طرح ستون گر جانے سے خیمہ ہی گر جاتا ہے اسی طرح نماز چھوڑ دینے سے بھی اسلام چھوٹ جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے تارکِ نماز کے کفر پر اسی حدیث سے بعینہٖ یعنی ہو بہو ایسے ہی استدلال کیا ہے۔ (۱۷۲)

⑩ صحیح بخاری شریف، سنن نسائي اور دیگر کتب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا ،وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَالَنَا وَعَلَيْهِ مَاعَلَيْنَا )). (۱۷۳)

''جس نے ہماری طرح نماز پڑھی ، ہمارے قبلے کی طرف رُخ کیا اور ہمارا ذبیحہ (گوشت) کھایا وہ مسلمان ہے۔ اس کے وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں، اور اس پر وہی واجبات ہیں جو ہم پر ہیں۔''

---

(۱۷۱) صحیح الترمذی حدیث (۲۱۱۰) ابن ماجة (۳۹۷۳) أحمد ۵/ ۲۳۱

(۱۷۲) کتاب الصلوة للامام احمد ص ۴۲ ،الصلوة لابن القیّم ص ۴۸

(۱۷۳) بخاری ۱/ ۴۹۶ ، صحیح نسائی حدیث (۴۶۲۴)، صحیح الجامع حدیث (۶۳۵۰)

اس حدیث سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اُسے ان تینوں امور کی موجودگی میں مسلمان کہا ہے، اگر یہ نہیں تو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ دوسرے یوں کہ اگر کوئی شخص مشرق (غیر جہتِ قبلہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ اور کہاں وہ شخص جو بالکل ہی نماز ترک کر دے، وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟

(11) تارکِ نماز کے سلسلہ میں قائلینِ کفر ایک گیارہویں حدیث سے بھی دلیل لیتے ہیں جو کہ صحیح بخاري، ترمذي و نسائي، ابن حبان و ابن خذیمة، معجم طبراني کبیر، بیهقي، أبي یعلی اور مسند أحمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰـهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))(۱۷۴)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔

اس حدیث سے کئی طرح سے استدلال کیا گیا ہے پہلی صورت یہ کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسلام کو ایک قبہ یا ایک گنبد قرار دیا ہے۔ جو پانچ ارکان پر کھڑا ہو، پس جب اس کا کوئی رکن گر جائے تو وہ پورا ہی گر جاتا ہے۔ اور یوں بھی استدلال کیا گیا ہے، کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان پانچ ارکان کو اسلام قرار دیا ہے۔ اور یہ پانچوں ہی اسلام کی

(۱۷۴) بخاری مع الفتح ۴۹/۱، نیز دیکھیے ہماری کتاب: سوئے حرم، حدیث نمبر:۱

حقیقت کے اجزاء ہیں، یعنی اس کی حقیقتِ مسمّیٰ میں داخل ہیں۔ پس جب ان میں سے بعض چیزیں نہ رہیں تو مسمّیٰ ہی نہ رہا۔ خصوصاً جبکہ وہ چیز اس کے ارکان میں سے ہو، نہ کہ ایسے اجزاء سے جو کہ اس کے ارکان نہیں۔ جیسے گھر کی دیوار ہے جب وہ گر جائے تو وہ گھر ہی گر جاتا ہے۔ برعکس اس کے کہ کوئی لکڑی یا اینٹ گر جائے تو گھر گرنے نہیں پاتا۔

گویا نماز گھر کی وہ دیوار ہے جس پر شہتیر رکھا ہوتا ہے۔ جب وہ دیوار ہی نہ رہے گی تو وہ گھر یا کمرہ بھی نہیں رہے گا۔ اسی طرح جب کوئی نماز ہی کا تارک ہو گا تو اس کا اسلام منہدم ہو جائے گا۔

⑫ اسی طرح قائلینِ کفر کا استدلال ان احادیث سے بھی ہے جن میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں یا ڈیرے پر نماز پڑھ چکا ہو اور جماعت ہوتی دیکھے تو دوبارہ اس میں شامل ہو جائے۔ یہ نماز اس کے لیے نفلی ہو جائے گی جیسا کہ اس مسئلہ کی تفصیل بھی ہماری ایک دوسری کتاب ''نماز کی جماعت و امامت'' میں ذکر کی جا چکی ہے کہ پہلی فرض اور دوسری پڑھی گئی نماز نفل ہو گی۔ اس میں ہم نے اس موضوع پر دلالت کرنے والی متعدد احادیث بھی ذکر کی ہیں جبکہ زیرِ بحث مسئلہ پر دلالت کرنے والی حدیث نسائي، مؤطا امام مالك، صحیح ابن حبان، مستدرك حاكم اور مسند شافعي و أحمد میں حضرت محجن بن ادرع اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ آذان ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ اٹھ گئے اور نماز پڑھ کر جب لوٹے تو دیکھا کہ میں اسی جگہ بیٹھا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَامَنَعَکَ أَنْ تُصَلِّيَ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ ))
''تمہیں نماز سے کس چیز نے روکا ہے؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''
اس پر حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
((بَلٰی ، وَلٰکِنِّي صَلَّیْتُ فِي أَهْلِي ))
''میں مسلمان ہوں البتہ میں نے نماز اپنے اہل وعیال کے ساتھ پڑھ لی تھی۔''
تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ کُنْتَ قَدْ صَلَّیْتَ)) (۱۷۵)
''جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لو، چاہے تم پہلے نماز پڑھ ہی کیوں نہ چکے ہو۔''
اِس ارشاد کے الفاظ:
''کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''

اِن میں نبی ٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم وکافر کے مابین تفریق کرنے والی چیز نماز کو قرار دیا ہے۔ اور اس حدیث کے بین السطور میں یہ چیز محسوس کی جاسکتی ہے کہ اگر تم مسلمان ہوتے تو نماز پڑھتے۔ اور اگر نماز کے بغیر بھی کسی کا اسلام ثابت ہوتا تو نبی ٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ کہتے کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ گویا یہ الفاظ تارکِ نماز کے کفر کی دلیل ہیں۔

---

(۱۷۵) صحیح ابی داؤد: ۵۹۰ ،نسائی مع التعلیقات السلفیة ۱ / ۹۹ ،صحیح الجامع: ٤٦٧

# آثار واجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم

قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تارکِ نماز کے کفر کی رائے رکھنے والوں کا استدلال بعض آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ہے، جن میں نہ صرف یہ کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے مذکور ہے، بلکہ اس بات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع واتفاق کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً:

1 سنن ترمذي اور مستدرك حاكم میں حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَرَوْنَ شَيْئاً مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ))۔(۱۷۶)

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے ترکِ نماز کے۔''

یہ اثر اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ تارکِ نماز کے کفر پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے متفق ہوگئی تھی۔

2 ایسے ہی وہ واقعہ ہے جو کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتبِ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالك میں صحیح سند کے ساتھ اور انہی امام مالک رحمہ اللہ کے طریق سے سنن کبریٰ بیهقي میں حضرت عبداللہ بن

---

(۱۷۶) صحیح الترمذی حدیث (۲۱۱٤)، المنتقٰی ۱/۱/۲۹۳، مشکوٰۃ ۱/۱۸۳

عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو خنجر مار کر زخمی کیا گیا تو کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر میں انہیں مسجد سے اٹھا کر ان کے گھر لے گیا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر جب ہم حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو وہ موت کی غشی میں تھے اور کچھ دیر وہ اسی حالت میں رہے اور پھر انہیں کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے پوچھا:

((هَلْ صَلَّى النَّاسُ؟))

''کیا لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟''

انہیں کہا گیا کہ ہاں، تو انہوں نے فرمایا:

((لَا اِسْلَامَ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ))

''اس کا کوئی اسلام نہیں جو نماز نہیں پڑھتا۔''

اور دوسرے سیاق میں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَا حَظَّ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ))

''اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جس نے نماز ترک کردی۔''

یہ فرمایا اور پھر پانی منگوا کر وضوء کیا اور نماز ادا فرمائی۔ (۱۷۶)

3 مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمی نے اس واقعہ کو طبرانی أوسط کی طرف منسوب کیا ہے جس میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا پتہ لینے ان کے گھر گیا، تو دیکھا کہ وہ کپڑے میں لپٹے بے سُدھ پڑے تھے۔ میں نے حاضرین سے پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟

---

(۱۷۶) بحواله الصلٰوة لابن القيم وتحقيقه (۲۱۔۵۰)

تو انہوں نے کہا: جیسا آپ دیکھ رہے ہیں۔ (یعنی بے ہوش پڑے ہیں) میں نے کہا: انہیں نماز کے حوالے سے ہوش میں لاؤ، کیونکہ نماز سے بڑھ کر خوفزدہ کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں، تو پاس بیٹھے لوگوں نے کہا:

((اَلصَّلٰوۃُ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ))

''اے مومنوں کے امیر! نماز کا وقت ہے۔''

یہ سُننا تھا کہ وہ فوراً پکار اُٹھے:

((هَلَّا اِذاً)) ''تو چلیئے پھر۔''

اور ساتھ ہی فرمایا:

((وَلَاحَقَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ.)) (۱۷۷)

''اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی۔''

حضرت مسور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَصَلّٰی وَاِنَّ جُرْحَهٗ یَشْعَبُ دَماً)).

''پھر انہوں نے نماز ادا کی جبکہ ان کے زخم سے خون جاری تھا۔''

اس واقعہ سے اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر یوں استدلال کیا جاتا ہے، کہ حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کہے، اور ان میں سے کسی نے بھی ان پر نکیر نہیں کی تھی، جو اِن کلمات پر سب کی رضامندی و موافقت کی دلیل ہے۔

تارکِ نماز کے حکم کا موضوع شروع کرتے وقت آغاز میں ہی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ کتنے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی نظریہ تھا حتیٰ کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد لکھا:

---

(۱۷۷) بحوالہ الصلوۃ للمکلی صفحہ (۲۰۵) من المجموعہ

(لَا نَعْلَمُ لِهٰؤُلَآءِ مِنَ الصَّحَابَةِ مُخَالِفاً)

''اور ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ان کے مخالف کسی کا علم نہیں ہو سکا۔''

ان کے یہ الفاظ بھی اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف ہی اشارہ کررہے ہیں۔ اور فقہِ مقارن کی بہترین کتاب المغني میں امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ مثلاً:

4. حضرت عمر فاروق اور عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہما کے اقوال کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں جس میں وہ ارشاد فرماتے ہیں:

((مَنْ لَّمْ يُصَلِّيْ فَهُوَ كَافِرٌ))

''جو نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔''

5. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَلَا دِيْنَ لَهُ). (١٧٨)

''جس نے نماز نہ پڑھی اس کا کوئی دین نہیں۔''

---

(١٧٨) المغني ٣/ ٣٥٥ طبع جديد بتحقيق التركى

# آثارِ تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ

تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والے بعض آثارِ تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ بھی ہیں، جنہیں محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کے حوالہ سے علاّمہ ابن قیمؒ نے روایت کیا ہے۔ مثلاً:

① ایوب سختیانی رحمہ اللہ کا قول ہے:

((تَرْکُ الصَّلٰوةِ کُفْرٌ لَا یُخْتَلَفُ فِیْهِ)) .

''ترکِ نماز کفر ہے جس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔''

② عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ أَخَّرَ صَلٰوةً حَتّٰی یَفُوْتَ وَقْتُهَا مُتَعَمِّداً مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ کَفَرَ)).

''جس نے بلا عذر جان بوجھ کر نماز کو اتنا مؤخر کر دیا کہ اس کا وقت ہی ختم ہو گیا اس نے کفر کیا''۔

③ ایک دوسرے قول میں وہ کہتے ہیں:

(مَنْ قَالَ: اِنِّي لَا أُصَلِّي مَکْتُوبَةَ الْیُوْمِ فَهُوَ أَکْفَرُ مِنْ حِمَارٍ) .

''جس نے یہ کہا کہ میں آج کی فرض نماز نہیں پڑھوں گا وہ گدھے سے بھی بدترین کافر ہے۔''

④⑤⑥ اِسی طرح ابن ابی شیبہ، صلاقہ بن فضل اور اسحاق رحمہم اللہ کے اقوال بھی ہیں ۔(۱۷۹)

---

(۱۷۹) الصلوة ص: (٦٣ـ ٦٤)

ان کے علاوہ متعدد ائمہ وفقہاء کے اسماء گرامی بھی اس موضوع کے آغاز میں ذکر کیئے جا چکے ہیں جنہیں اب دہرانے کی ضرورت نہیں۔

# محاکمہ

تارکِ نماز کے بارے میں دونوں طرح کی آراء کے دلائل تو کافی تفصیل سے آپ کے سامنے آگئے۔ اوراب ہر دو طرح کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لیئے ان کے مابین محاکمہ وفیصلہ باقی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم بعض محققین ومجتہدین اور فقہاء ومحدّثین کی کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں:

## 1 مغنی ابن قدامہ:

آیئے سب سے پہلے فقہ حنبلی کے رکن رکین امام ابن قدامہ کی رائے دیکھیں۔ چنانچہ موصوف المغني میں کئی صفحات پر مشتمل بحث میں لکھتے ہیں کہ:

اگر کوئی نماز کی فرضیت کا قائل ہو اس کا انکار نہ کرے البتہ لاپرواہی وسستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے تو اسے نماز کی طرف بلایا جائے اور کہا جائے کہ تم نے نماز شروع نہ کی تو تمہیں قتل کردیا جائے گا۔ اگر وہ پابند ہو جائے تو فَبِہا، ورنہ اسے قتل کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ فرضیت کا ہی منکر ہو تو وہ کافر و مرتد ہے۔

اگر اقرارِ وجوب کے باوجود نماز نہ پڑھے، تو وہ سزائے موت کا مستحق ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں۔ اور تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی جو احادیث ہیں وہ وعید میں شدّت پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ کفرِ اصلی وحقیقی پر۔ اور یہی صحیح تر بات ہے اور لاپرواہی سے ترکِ نماز کرنے والے کے ساتھ عام کفار کا سا سلوک نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی بھی زمانہ میں تارکِ نماز کے مرجانے پر اسے

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا گیا ہو۔ اور نہ ہی ترکِ نماز کی وجہ سے میاں بیوی میں تفریق کی گئی جبکہ تارکینِ نماز (ہر زمانہ میں) بکثرت رہے ہیں۔ اگر ایسا تارکِ نماز اپنے حقیقی معنوں میں کافر ہوتا تو اس پر یہ تمام احکام ثابت ہوتے۔ (۱۸۰)

## ❷ نیل الاوطار شوکانی:

مجتہد مطلق امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الأوطار میں دونوں طرح کے دلائل کے مابین محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حق یہی ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے (اور توبہ نہ کرنے کی شکل میں) اسے قتل کیا جائے گا۔ اور وہ کافر اس بناء پر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے کافر کہا ہے اور کسی آدمی اور اس پر اس نام (یعنی کفر) کے اطلاق کے جواز کے مابین حائل صرف نماز کو قرار دیا ہے۔ لہذا ترکِ نماز کا تقاضا ہے کہ ایسے آدمی پر اس نام (یعنی کفر) کا اطلاق جائز ہو۔"

عدمِ کفر کی رائے رکھنے والوں نے قائلینِ کفر پر جو اعتراضات وارد کیے ہیں ہم پر وہ کچھ بھی لازم نہیں کرتے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کفر کی بعض انواع واقسام کا بخشش اور حقِ شفاعت میں غیر مانع ہونا ممکن ہے، جیسا کہ اہلِ قبلہ مسلمانوں کے بعض گناہ کا نام نبی اکرم ﷺ نے کفر رکھا ہے۔ اور جب ایسا ہے تو پھر ہمیں ان تاویلات کی ضرورت نہیں جن میں لوگ مبتلا ہیں۔ اور آگے اسے قتل کیے جانے کے دلائل ذکر کیے ہیں جو کہ ایک الگ موضوع ہے۔ (۱۸۱)

---

(۱۸۰) یہ محض خلاصہ ہے تفصیل کے لیے المغنی جلد ۳/ ۳۵۱ تا ص ۳۵۹ طبع جدید، بتحقیق ڈاکٹر الترکی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۸۱) نیل الأوطار شوکانی ۲۹۲/۱/۱

## ❸ کتاب الصلوۃ ابن قیّم :

اسی سلسلہ میں جب ہم علامہ ابن قیّم رحمہ اللہ کے فیصلہ پر مبنی خیالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے بھی انتہائی وسعتِ نظر، گہری بصیرت اور محقّقانہ وغیر جانبدارانہ انداز سے ۱۲، ۱۳ صفحات صرف فیصلہ پر مبنی فصل کو دیئے ہیں اور دلائلِ جانبین ان کے علاوہ ہیں۔ علامہ موصوف کا کلام اتنا جامع و مانع ہے کہ اس میں اختصار بھی کوئی آسان کام نہیں بہر حال کوشش ہے کہ ان کے خیالات کا خلاصہ آپ کے سامنے رکھا جاسکے۔ موصوف لکھتے ہیں:

”تارکِ نماز کے کفر یا عدمِ کفر کے مسئلہ میں حق وصواب معلوم کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ ایمان اور کفر کی حقیقت معلوم ہو، تب نفی یا اثبات کا فیصلہ ہوسکتا ہے، چنانچہ کفر اور ایمان باہم متقابل اشیاء ہیں اور ایمان ایک ایسی اصل ہے جس کے کئی شعبے ہیں اور ہر شعبے کا نام ایمان ہے۔ اسی طرح نماز بھی جزوِ ایمان ہے۔ زکوٰۃ، حج اور روزہ بھی، اسی طرح ان ظاہری اعمال کے علاوہ باطنی اعمال مثلاً حیاء، توکّل علی اللہ، خشیت وخوفِ الٰہی اور انابت ورجوع الی اللہ بھی ایمان کے اجزاء ہیں حتیٰ کہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے اور ان شعبوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے زائل ہونے سے بھی ایمان زائل نہیں ہوتا جیسے راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کو ترک کرنا ہے۔ اور ایمان کے کچھ شعبے ایسے ہیں جو شہادت سے ملحق اور اس کے قریب ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو راستہ میں پڑی تکلیف دہ چیز ہٹانے سے ملحق اور اسی کے قریب تر ہیں۔“

ایمان کی اس قسم کی طرح ہی کفر کی اصل اور کئی شعبے ہیں۔ اور جس طرح ایمان کے شعبے ایمان ہیں اسی طرح ہی کفر کے شعبے بھی کفر ہیں۔ حیاء ایمان کا حصہ ہے اور

بے حیائی کفر کا ایک شعبہ ہے صدق وسچائی ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے تو کذب وجھوٹ کفر کا ایک شعبہ ہے۔ نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اور روزے رکھنا ایمان کے شعبے ہیں اور ان کا ترک کرنا کفر کے شعبوں میں سے ہے۔ اللہ کے نازل کردہ آسمانی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا ایمان کا شعبہ ہے اور اللہ کے قانون کو چھوڑ کر خود ساختہ قوانین سے فیصلہ کرنا کفر کا شعبہ ہے۔ غرض تمام گناہ کے کام کفر کے شعبے ہیں اور تمام نیکی کے کام ایمان کے شعبے ہیں۔

اور پھر ایمان کے ان شعبوں یا اجزاء کی بھی دو قسمیں ہیں:

① قولی اجزائے ایمان اور ② فعلی اجزائے ایمان۔

بعینہٖ کفر کے شعبوں یا اجزاء کی بھی دو قسمیں ہیں:

① قولی اجزائے کفر اور ② فعلی اجزائے کفر۔

قولی اجزائے ایمان میں ایک شعبہ ایسا بھی ہے جس کے زوال اور خاتمے سے ایمان کا ہی خاتمہ ہو جاتا ہے اور فعلی اجزائے ایمان میں سے بھی بعض ایسے ہیں کہ جن کے خاتمے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے اور یہی معاملہ کفر کے قولی اور فعلی شعبوں کا بھی ہے۔ پس جس طرح اپنے اختیار سے کلمۂ کفر کہنا کافر کر دیتا ہے۔ اسی طرح افعالِ کفر میں سے کسی کا ارتکاب بھی کافر کر دیتا ہے۔ مثلاً بت کو سجدہ کرنا یا قرآن کی توہین کا ارتکاب کرنا۔ یہ ایک اصل ہوئی جبکہ یہاں ایک اصل اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ایمان کی حقیقت قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے۔ اور قول کی دو قسمیں ہیں:

① دل کا قول جو کہ اعتقاد یا عقیدہ ہے۔

② زبان کا قول واقرار، اور وہ ہے: اسلام کا کلمہ کہنا یا پڑھنا۔

ایسے ہی عمل کی بھی دو قسمیں ہیں:

❶ دل کا عمل جو کہ نیّت و اخلاص ہے۔

❷ اعضائے جسم کا عمل۔

جب یہ چاروں ہی زائل ہو گئے تو ایمان ہی نہ رہا۔ اور جب تصدیقِ قلب (دل کی تصدیق) زائل ہو گئی تو دوسرے اجزائے ایمان بے کار ہو گئے، کیونکہ دل کی تصدیق دیگر امور کے اعتقاد اور ان کے نفع آور ہونے کے لئے شرط ہے۔ اور جب دل کا عمل اور صدق کا اعتقاد زائل ہو جائیں تو اہلِ سنت کے نزدیک بالاتفاق ایمان زائل ہو گیا کیونکہ جب دل کا عمل ساتھ نہ ہو تو محض تصدیق فائدہ نہیں دیتی جبکہ دل کا عمل ہی دراصل محبت و اتباع ہے۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے فرعون، اس کی قوم، یہود اور مشرکین اپنے نبی کے سچا ہونے کی تصدیق کرتے تھے بلکہ پوشیدہ و علانیہ اس کا اقرار بھی کرتے تھے اور کہتے تھے، کہ یہ جھوٹا تو نہیں لیکن ہم نہ اس کی اتباع کریں گے اور نہ ہی اس پر ایمان لائیں گے۔ انہیں ان کے محض تصدیق و اقرار کرنے سے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ اور جب کسی عمل کے زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے تو پھر یہ کہاں بعید ہے کہ اعمالِ اعضاء میں سے بڑے عمل کے زوال پر ایمان ضائع ہو جائے۔

یہاں ایک اصل اور بھی ہے اور وہ یہ کہ کفر کی دو قسمیں ہیں:

① عملی کفر

② انکاری و عنادی یعنی اعتقادی کفر۔

کفرِ اعتقاد تو یہ ہے کہ یہ مانتے ہوئے کہ رسول ﷺ جو احکام و افعال اللہ سے لائے ہیں اور اللہ کے جو اسماء حسنیٰ اور صفاتِ علیا ہیں، ان سب کا انکار کرے، ان پر ایمان نہ لائے، یہ کفر ہر اعتبار سے ایمان کی ضد ہے۔

جبکہ کفر کی دوسری قسم یعنی عملی کفر دو طرح کا ہے۔اس کے بعض اجزاء تو ایمان کی ضد ہیں جبکہ بعض ایسے نہیں ہیں جیسے بت کو سجدہ کرنا، قرآنِ کریم کی توہین کرنا، نبی کو قتل کرنا اور گالی دینا، یہ سب عملی کفر ہیں مگر ایمان کی ضد ہیں۔اور خود ساختہ قانون سے فیصلہ کرنا (قانونِ الٰہی کو چھوڑ کر) اور نماز ترک کرنا، عملی کفر کی اقسام ہیں۔اور یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایسے شخص سے کفر کی نفی کی جائے جس پر اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے کفر کا لفظ بولا ہے۔پس خود ساختہ قانون سے فیصلہ کرنے والا اور تارکِ نماز نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت شدہ نصِ صریح کی رو سے کافر ہے۔

لیکن یہ عملی کفر ہے نہ کہ اعتقادی۔اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان دونوں کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ کافر کہیں، پھر بھی ان پر کفر کا نام نہ بولا جائے۔ایسے ہی شرابی، چور اور پڑوسیوں کو اذیّت پہنچانے والوں کا معاملہ بھی ہے کہ ان سے نبیٔ اکرم ﷺ نے ایمان کی نفی کی ہے تو یہ افعالِ کفر ہوئے۔البتہ یہ عملی کفر ہے جس سے اعتقادی کفر کی نفی ہوگئی۔ایسے ہی عورت سے دبر میں جماع کرنے، دوسرے مسلمان بھائی کو کافر کہنے اور کسی مسلمان سے قتال و جنگ کرنے اور سورۂ بقرۃ کی آیت: ۸۴ اور ۸۵ میں کتاب اللہ کے بعض حصوں پر عمل کرنے والوں کو ان حصوں پر ایمان لانے اور بعض حصوں کو ترک کرنے پر ان کا کفر کرنے کا نام دیا ہے۔مگر یہ سب عملی کفر ہے۔ایسے ہی جن سے ایمان کی نفی کی گئی ہے ان سے اگرچہ ایمان کا نام تو زائل ہو گیا لیکن وہ کفرِ عملی میں مبتلا ہیں۔اور یہ سب کلی طور پر دائرۂ اسلام اور ملّتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوں گے۔(اور ایسا کفر ہی ہے: کفر دون کفر۔یعنی کفرِ بواح یا کفرِ اکبر و اصلی سے کمتر درجے کا کفر، جو مغفرت اور عدمِ خلود فی النار میں مانع نہیں ہے)۔

سابقہ ساری تفصیل سے ایک اور اصل بھی معلوم ہوگئی جو کہ اصولِ اہلِ سنّت

میں سے ایک عظیم اصل ہے۔ اور وہ یہ کہ ملے جلے عمل والے شخص میں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں کفر اور ایمان، شرک اور توحید، تقویٰ اور فسق و فجور اور نفاق اور ایمان اکٹھے ہو جائیں۔ (یعنی کچھ کام ایک قسم کے اور کچھ اس کے برعکس دوسری قسم کے) جیسا کہ سورۃ یوسف کی آیت :۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے شرک کے باوجود ایمان ثابت کیا ہے۔ اور سورۃ حجرات کی آیت :۱۴ میں ان سے ایمان کی نفی کے باوجود ان کے لیئے اسلام اور اللہ ورسول کی اطاعت ثابت ہے۔

ایسے ہی بخاري و مسلم ، ترمذي اور نسائي میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ ))

''منافق کی تین نشانیاں ہیں۔''

اور آگے وہ نشانیاں بتائیں:

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

(۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

جبکہ صحیح بخاري و مسلم ، أبو داؤد و ترمذي اور نسائی کی ایک دوسری حدیث میں چار علامتیں بتائی ہیں:

(۴) چوتھی یہ ہے کہ: جب جھگڑے تو گالیاں بکے۔

یہ چاروں ہی افعال نفاق کی علامتیں ہیں لیکن یہ نفاق عملی ہے جو کہ اعتقادی نفاق سے کمتر درجے کا ہے جبکہ نفاق اعتقادی تو وہ ہے جسے اللہ نے سورہ نسآء آیت :۴۵ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴾

[سوره النسآء:٤٥]

''منافقین جہنم کے سب سے گہرے گڑھے میں ہوں گے۔''

عملی نفاق والے شخص میں ایمان ونفاق دونوں بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ریا کاری کو مسند أحمد میں شرکِ اصغر کہا گیا ہے۔(۱۸۲)

اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ شرک وتوحید بھی ایک شخص میں یکجا ہو سکتے ہیں۔

ایسے ہی وہ شخص بھی جس نے خودساختہ قانون سے فیصلہ کیا، یا بیوی سے لواطت کی وغیرہ۔ ان امور میں کفراور اسلام جمع ہو جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اگر کسی سے کوئی کفریہ فعل صادر ہو جائے تو اس پر مطلق کافر کا لفظ صادق نہیں آتا۔ ایسے ہی کسی حرام کا ارتکاب کرنے والے کو مطلق فاسق نہیں کہا جائے گا۔

البتہ یہ نام تب صادق آئیں گے کہ کسی سے ان افعال کا صدور غالب حالات میں ہوتا ہی رہے۔ اسی طرح زانی، شرابی، چوراور ڈاکو کو مؤمن کا نام نہیں دیا جا سکتا اگر چہ وہ کچھ ایمان رکھتا ہے اور نہ ہی اسے کافر کہا جا سکتا ہے اگر چہ اس نے کفریہ افعال کا ارتکاب کیا ہے۔

اِس ساری تفصیل سے مقصود یہ بتانا ہے کہ تارکِ نماز سے ایمان سلب کیا جانا دیگر کبائر کا ارتکاب کرنے والوں سے ایمان سلب کیئے جانے سے بھی اولیٰ ہے۔ اور تارکِ نماز سے اسلام کا سلب کیا جانا دوسرے لوگوں کو ہاتھ اور زبان سے تکلیف دینے والوں سے ایمان سلب کیئے جانے سے اولیٰ ہے۔ تارکِ نماز کو مسلمان اور مؤمن کا نام نہیں دیا جا سکتا اگر چہ اس کے پاس اسلام اور ایمان کا کچھ حصہ بھی ہے۔

اب بات یہ رہ گئی کہ کیا اس کے پاس جو ایمان واسلام کا حصہ ہے وہ اسے جہنم

---

(۱۸۲) بحوالہ صحیح الجامع ۴۵/۲/۱

میں ہمیشگی سے بچا سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر متروک عمل دوسرے اعمال کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے تو وہ فائدہ دے گا اور اگر متروک عمل دیگر اعمال کی قبولیت کے لئے شرط ہے تو پھر وہ اسے فائدہ نہیں دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت ورسالت کا انکار کرنے والوں کو محض اقرارِ توحید نے نفع نہ دیا۔ اور جس نے جان بوجھ کر بلا وضوء نماز پڑھی، اسے نماز نے فائدہ نہ پہنچایا۔ غرض ایمان کے بعض شعبے دوسرے شعبوں کے ساتھ مشروط ہونے کا تعلق رکھتے ہیں جبکہ بعض ایسے نہیں ہیں۔

اب رہا معاملہ نماز کا کہ کیا یہ ایمان کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے یا نہیں؟ اور اس سارے مسئلے کا راز بھی یہی ہے اور جو دلائل ذکر کیئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ نماز اس کے دیوان کی چابی اور اس کے فائدے یا نفع کا رأس المال ہے اور جب رأس المال ہی نہ ہو تو فائدہ یا منافع کہاں سے آئے گا؟ جب وہ نماز کے معاملہ میں گھاٹا کھا گیا تو پھر ہر طرف سے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

جو شخص پکا تارکِ نماز ہے، اس کے تمام اعمال اکارت جاتے ہیں۔ جو کبھی کبھی چھوڑتا ہے، تو اس کے اس دن کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

الغرض کبھی کبھی ترکِ نماز کا ارتکاب کرنے والے کو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کفر کیا کافر نہیں ہوا، لیکن جو شخص نہ صرف یہ کہ ہمیشہ کا تارکِ نماز ہو بلکہ اس کے ساتھ ہی اسے ترکِ نماز پر اصرار بھی ہو تو اس کے کفر میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

آگے چل کر علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے نماز چھوڑی، اسے نماز کی طرف دعوت دی گئی حتیٰ کہ بالآخر اسے باندھ دیا گیا اور تلوار کھینچ لی گئی اور اسے کہا گیا کہ نماز پڑھتے ہو تو بولو

ورنہ ابھی تمہارا قصہ تمام کر دیا جائے گا، اور وہ کہے کہ قتل کرنا ہے تو کر لے میں نماز نہیں پڑھوں گا، ایسے شخص کے کفر میں تو شک کرنے والے پر بھی تعجب ہے۔" (۱۸۳)

## خلاصہ کلام

تارکِ نماز کے بارے میں جو تفصیلات اور پھر محاکمہ ذکر کیا ہے، اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ دلائل کی رو سے تارکِ نماز کے کفر والا قول صحیح تر ہے۔ البتہ یہ کفر کفرِ بواح نہیں، کہ ایسے شخص کے ساتھ تمام غیر مسلموں کا سا سلوک روا رکھا جائے بلکہ یہ کفر اس سے کم درجے کا کفر ہے، جو کہ بخشش و شفاعت میں مانع نہیں اور ایسا شخص ہمیشہ جہنمی بھی نہیں ہوگا۔ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر، یا پھر اللہ سے معافی پا کر وہ جنت میں چلا جائے گا۔ لیکن یہاں یہ بات تارکینِ نماز کو کان کھول کر سن لینی چاہیئے کہ اگر علیٰ وجہ التنزّل یہ بھی مان لیا جائے کہ تارکِ نماز فاسق ہے تو یہ بھی کیا کم ہے؟

---

(۱۸۳) الصلوۃ لابن القیّم ص: (۶۲ - ۶۳) للتفصیل ص: (۵۳ - ۶۷)

# سزائے قتل یا قید

آخرت کو تو جو ہوگا سو ہوگا، ترکِ نماز کے اس گناہ کی تو دنیا میں بھی سخت سزا ہے چنانچہ اگر کوئی اسلامی حکومت نظامِ صلوٰۃ کو پوری طرح نافذ کر دے تو اس شکل میں تارکِ نماز کی سزا کیا ہے؟

اس سلسلہ میں حضرت سفیان ثوری، ابو عمر، امام اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح امام مالک بن انس، امام محمد بن داوٗد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ تارکِ نماز کو قتل کیا جائے گا۔ جبکہ اس بارے میں بعض دوسرے اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اسے قتل تو نہ کیا جائے البتہ اسے قید میں ڈال دیا جائے جہاں وہ توبہ کر لے تو اسے نکال دیا جائے یا پھر وہ قید میں جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے، یعنی تادمِ توبہ یا تادمِ موت اسے قید میں رکھا جائے۔ اس دوسرے مسلک کے قائلین امام ابن شہاب زہری، سعید بن مسیّب، عمر بن عبدالعزیز، داوٗد بن علی ظاہری، امام ابوحنیفہ اور مزنی رحمہم اللہ ہیں۔

# قائلینِ قید کے دلائل

تا دمِ توبہ یا تا دمِ مرگ قید کے قائلین نے متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے:

1. ان میں سے ایک تو صحیح بخاري ومسلم ،أبو داؤد ، ترمذي ، نسائي اور مسند أحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا))** (۱۸۴)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال (جنگ) کرتا رہوں، جب تک کہ وہ لا الٰہ الّا اللہ نہ کہہ دیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا اقرار نہ لیں) اور جب وہ یہ اقرار کرلیں تو پھر ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہو گئے ،سوائے اسلامی حق (قصاص وغیرہ) کے''۔

2. صحیح بخاري ومسلم کی ایک دوسری متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ**

---

(١٨٤) بخاري ( ١٣٩٩ ) مختصر مسلم ( ٤ ) صحيح أبي داؤد (٢٢٩٩) صَحيح ترمذي ( ٢١٠١ ) صحيح النسائي ( ٣٧٠٥ ) الصحيحة حديث (٤٧٠) ،المنتقىٰ ١/١/ ٢٨٧ ـ المغني ٣٥٢/٣

الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)).(١٨٥)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ یہ نہ کہہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اور انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی، اور جب انہوں نے ایسا کرلیا، تو ان کے خون و اموال محفوظ ہوگئے، سوائے کسی اسلامی حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ساتھ ہے۔''

❸ **ایک تیسری حدیث** صحیح بخاري ومسلم، أبو داؤد و ترمذي، نسائي و ابن ماجة اور مسند أحمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهٖ وَ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)) .(١٨٦)

''کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو، کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے:

① کوئی شادی شدہ ہوکر زنا کرے۔

② خون کے بدلے خون یا جان کے بدلے جان کا معاملہ ہو۔

③ یا پھر کوئی دین اسلام کو ترک کرکے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر مرتد ہوجائے۔''

---

(١٨٥) المنتقیٰ ٢٨٧/١/١

(١٨٦) البخاري (٦٨٧٨) مختصر مسلم (١٠٢٣)، صحيح أبي داؤد (٣٦٥٨) صحيح ترمذي (١١٣١) المغني ٣٥٢/٣

مانعینِ قتل اور قائلینِ قید کا اِن احادیث سے استدلال اس طرح ہے۔کہ ان احادیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے اقرارِ توحید ورسالت کے بعد کسی کا مال اور خون ان حالات میں حلال قرار دیا ہے جو کہ ان احادیث میں مذکور ہیں۔اور نماز چونکہ دین کے عملی ارکان میں سے ہے۔جیسے روزہ، زکوٰۃ اور حج ،لہذا اس کے ترک پر کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

## قائلینِ قتل کے دلائل

❶ تارکِ نماز کے قتل کو واجب قرار دینے والوں کا استدلال ایک تو قرآنِ کریم سورۂ توبہ، آیت: ۵ سے ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [ سورۃالتوبہ:۵]

’’پس مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو، اوران کو قید کرلو اور گھیرلو اوران کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔پھر اگر وہ (شرک وکفر سے ) توبہ کرلیں ،اور نماز کو درستی سے پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیا کریں ،توان کو ان کے حال پر چھوڑ دو (یعنی ان سے تعرّض نہ کرو)‘‘

قائلینِ قتل کا اس آیت سے اس طرح استدلال ہے۔کہ اللہ نے قتل کا حکم فرمایا ہے۔ہاں اگر وہ توبہ کرکے نماز وزکوٰۃ کے پابند ہوجائیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں قتل کردیا جائے۔

جبکہ مانعینِ قتل اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جب کوئی شرک سے تائب ہوگیا

تو اس سے سزائے قتل ساقط ہو گئی، وہ چاہے نماز نہ بھی پڑھتا ہو، اور زکوٰۃ نہ بھی دیتا ہو۔ لیکن ان کا یہ جواب قرآنِ کریم کے ظاہر مفہوم کے سراسر خلاف ہے۔

❷ وجوبِ قتل کے قائلین کی دوسری دلیل خود وہی حدیث ہے جو کہ صحیحین کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور قائلینِ قید کے دلائل میں گزری ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ یہ شہادت نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز نہ پڑھنے لگیں۔ اور اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو پھر ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہو گئے، سوائے کسی اسلامی حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ساتھ ہے ۔(۱۸۷)

قائلینِ قتل کا استدلال اس حدیث سے دو طرح سے ہے :

## اوّلاً:

یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو ان سے قتال کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ نماز قائم کرنے لگیں۔ اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ اگر وہ نماز قائم نہ کرنے لگیں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور یہ تارکِ نماز کے قتل کی دلیل ہے۔

## ثانیاً:

یہ کہ ان کے خون محفوظ ہو گئے :

(( اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ )) ''سوائے کسی اسلامی حق کے۔''

یہاں اسلامی حق کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جبکہ نماز تو اسلام کا بہت بڑا حق ہے۔ لہٰذا اس کے ترک کرنے پر اس کا خون محفوظ نہیں رہے گا بلکہ اسے قتل کیا جائے گا ۔

---

(۱۸۷) اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

❸ تارکِ نماز کے سلسلہ میں قائلینِ قتل کی تیسری دلیل صحيح بخاري و مسلم کی وہ حدیث ہے، جس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں میں تقسیم فرمایا ایک آدمی کہنے لگا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈریئے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَيْلَكَ! أَلَسْتُ أَحَقُّ أَهْلِ الْأَرْضِ اَنْ يَّتَقِيَ اللّٰهَ ؟))

''تیرا برا ہو، کیا میں تمام روئے زمین پر بسنے والے لوگوں کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا نہیں ہوں؟''

پھر جب وہ آدمی چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو پاس بیٹھے تھے اور انہیں اس آدمی کا یہ کہنا بہت برا لگا تھا) کہنے لگے:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس شخص کی گردن نہ کاٹ دوں؟''

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّي))

''نہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ شخص نماز پڑھتا ہو۔''

(اس شخص کی زبان سے نکلے ہوئے تلخ کلمات سے اندازہ کرتے ہوئے)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: (اور ایک روایت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اور اس میں کوئی تضاد یا تعارض نہیں کیونکہ ان دونوں نے ہی اس شخص کی گردن مارنے کی اجازت طلب کی تھی لیکن ہماری ذکر کردہ اس حدیث میں چونکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے لہذا یہاں وہی مراد ہیں کہ انہوں نے کہا):

''ایسے نماز والے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا۔''

اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّي لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ))

"مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر دیکھوں یا ان کے پیٹ چاک کروں۔" (۱۸۸)

یہ بخاری و مسلم کی حدیث کا اختصار ہے۔ البتہ اس میں محلِ شاہد یا مقامِ استدلال نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ ہیں:

((لَا، لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ))

"نہیں (اس کی گردن مت کاٹو) ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو۔"

ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے قتل میں مانع نمازی ہونے کو قرار دیا ہے۔ تو اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ جو نماز کا تارک ہوا سے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کے قتل کا مانع موجود ہی نہیں ہے۔

❹ ایسے ہی ان کی چوتھی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد و شافعی رحمہما اللہ نے اپنی اپنی مسند میں، اور امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے مؤطا میں روایت کیا ہے، جس میں حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے مجھے یہ حدیث بتائی ہے کہ ایک صحابی آیا، اور اس نے پردے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے کان میں کچھ کہا، اور منافقین میں سے ایک آدمی کو قتل کرنے اجازت طلب کی۔ نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا:

((اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ؟))

---

(۱۸۸) بخاري مع الفتح حديث (٤٣٥١) مسلم مع النووى ١٦٣/٧/٤ المنتقى ٢٨٩/١/١

''کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں؟''

اس انصاری صحابی نے عرض کیا: ہاں، وہ یہ شہادت دیتا ہے لیکن اس کی شہادت کیا حقیقت رکھتی ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَیْسَ یَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؟ ))

''کیا وہ یہ شہادت نہیں دیتا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟''

اس انصاری صحابی نے کہا: ہاں، وہ یہ شہادت تو دیتا ہے لیکن اس کی شہادت بھی کیا ہوئی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَیْسَ یُصَلِّي الصَّلٰوةَ ؟))

''کیا وہ شخص نماز نہیں پڑھتا؟''

اس صحابی نے عرض کیا: وہ نماز تو پڑھتا ہے لیکن اس کی نماز کہاں کی ہوگی؟

تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَهَانِي اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِمْ)). (۱۸۹).

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے قتل سے مجھے اللہ نے منع کیا ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ان لوگوں کے قتل سے منع نہیں کیا جو تارکِ نماز ہوں، بلکہ کسی کے خون کے محفوظ ہونے کے لئے کلمۂ شہادت کے اقرار کے ساتھ اقامتِ نماز بھی ضروری شرط ہے۔

5 قائلینِ قتل کی پانچویں دلیل صحیح مسلم، أبو داؤد، ترمذي اور مسند أحمد میں اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث ہے

---

(۱۸۹) المنتقیٰ النیل ۱/۱/ ۹۲۰، الصلوۃ ۱۸۔ ۱۹

جس میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُم أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ ، فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ))

''تم پر ایسے حاکم مسلّط کیے جائیں گے جنہیں تم پہچانو گے، اور ان (کے غلط افعال) کا انکار بھی کرو گے پس جس نے انکار کیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے محض اس سے نفرت بھی کی تو وہ گناہ سے سلامت رہا۔ ہاں، جس نے ان کے ساتھ رضامندی ظاہر کی اور ان کی اتباع بھی کی (تو وہ گناہگار ہو گا)''

صحابی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

(أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟)

''کیا ہم ان سے قتال و جنگ نہ کریں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا، مَاصَلُّوْا.)) (۱۹۰) ''نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔''

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ایسے ظالم حکّام سے قتال میں مانع نماز کو قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ان سے قتال ضروری ہوتا جو کہ تارکِ نماز کے قتل کی دلیل ہے۔

❻ ان کی چھٹی دلیل وہ حدیث ہے جو مسند أحمد اور صحیح أبن خذ یمة میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی

---

(۱۹۰) مختصر مسلم (۱۲۲۹)، صحيح الترمذي (۱۸٤۹)، صحيح الجامع (۲۳۹۵)، فقه السنة ۱/۹٤ .

شہادت دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز پڑھنے لگیں (اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو) پھر ان کے خون اور اموال مجھ پر حرام ہیں اور ان کا حساب اللہ کے پاس ہے۔ (۱۹۱)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے لوگوں سے قتالِ عام کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ نماز نہ پڑھنے لگیں اور جب تک وہ کلمہ شہادت کے اقرار اور نماز (وزکوٰۃ) کی ادائیگی شروع نہ کریں، ان کی جائیداد اور اموال غیر محرّم بلکہ مباح ہیں۔ تو گویا تارکِ نماز کا قتل کیا جانا ہی معلوم ہو رہا ہے۔

7 قائلینِ قتل کی ساتویں دلیل سنن نسائي و بيهقي میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کچھ عرب لوگ مرتد ہو گئے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان مرتدین کے ساتھ قتال کا ارادہ کیا تو) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

(كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ؟)

"آپ ان عربوں کے ساتھ کیسے قتال کریں گے؟"

تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"مجھے ان لوگوں کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت نہ دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں اس کا رسول ہوں، اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں۔" (۱۹۲)

یہ حدیث بھی قائلینِ قتل کی دلیل ہے۔

---

(۱۹۱) الصحيحة في آخر شرح حديث رقم (٤٠٧)، الصلوة ٢٠

(۱۹۲) صحيح نسائي (٢٨٩٨)، المنتقىٰ مع النيل ١/١/٢٨٨ والصلوة (٢٠)

# محاکمہ

سابق میں ہم تارکِ نماز کے سلسلہ میں دنیوی عقوبت کے طور پر سزائے قتل، اور تاحینِ توبہ یا پھر تادمِ آخریں سزائے عمر قید کی رائے والے فریقین کے دلائل ذکر کر چکے ہیں جن میں سے کبار محققین نے قائینِ قتل کے دلائل کو زیادہ وزنی قرار دیا ہے۔ کیونکہ قائلینِ عمر قید نے جن احادیث سے دلیل اخذ کی ہے ان میں سے ایک تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جس میں خون اور اموال کے محفوظ ہونے کے لیئے مطلق لا الٰہ الاّ اللہ کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ اسی موضوع کی وہ احادیث جو قائلینِ قتل کے دلائل ہیں ان میں سے اس اطلاق کو اقرارِ توحید کے علاوہ اقرارِ رسالت اقامتِ نماز اور ادائے زکوٰۃ کے ساتھ مقیّد و مشروط کیا گیا ہے تو گویا قائلینِ قید کی دلیل والی حدیث تو صحیح ہے لیکن وہ مطلق ہے جبکہ قائلینِ قتل کے استدلال والی احادیث صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ اس پہلی مطلق حدیث کو مقیّد کرنے والی بھی ہیں۔ اس لیئے یہ قائلینِ قید کی مؤید نہیں بلکہ قائلینِ قتل کی دلیل بن گئی ہیں اور وہ اس لیئے کہ مال و خون کا محفوظ ہونا بھی نماز کے ساتھ مقیّد ہے۔

اور پھر جو کسی اسلامی حق کا استثناء آیا ہے وہ بھی قائلینِ قتل کے ہی حق میں ہے کیونکہ جب کسی اسلامی حق سے بھی قتل کیا جائے گا تو نماز علی الاطلاق اسلام کا سب سے زیادہ تاکیدی حق ہے لہذا اس کے ترک پر بھی تارک کو قتل کیا ہی جانا چاہیئے۔ قائلینِ قید نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث پیش کی ہے کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے کسی مسلمان کا خون کسی کے لیئے حلال نہیں سوائے تین شکلوں کے:

اوّلاً :

یہ کہ شادی شدہ ہو کر زنا کرے۔

ثانیاً :

یہ کہ جان کے بدلے میں ہو یعنی اس نے کسی کا قتل کیا ہو۔

ثالثاً :

یہ کہ وہ دین اسلام کو ترک کر کے اور مسلمانوں کی جماعت سے نکل کر مرتد ہو جائے۔

اِس حدیث کے بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ جو کہ قائلینِ قتل میں سے ہیں، وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ تو قید والوں کی نہیں بلکہ یہ حدیث تو ہماری دلیل ہے کیونکہ اس میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین شکلوں میں قتل کو روا قرار دیا ہے ان میں سے ایک ترکِ دین ہے اور نماز اقرارِ توحید و رسالت کے بعد دین کا رکنِ اعظم ہے (لہذا ان کا نماز ترک کرنا ترکِ دین ہوا) خصوصاً جبکہ ہم یہ کہیں کہ تارکِ نماز کافر ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے دین کے ستون کو بالکلیہ ہی ترک کر دیا۔ اور اگر اسے کافر نہ کہیں تو بھی اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے دین کے ستون کو ڈھا دیا تو ایسے شخص کی سزا بھی قتل ہی ہو گی۔ (۱۹۳)

آگے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب الصلوۃ سے ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے جس میں امام موصوف رحمہ اللہ نے متعدد احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ نماز کے بغیر کسی کا اسلام سے کوئی ناطہ نہیں رہتا۔ اور نماز دین کا ستون ہے اور اگر ستون ہی گر جائے تو پھر لکڑی کاٹھ اور مٹی گارے سے فائدہ

---

(۱۹۳) الصلوۃ ص ۲۰

نہیں اٹھایا جا سکتا۔ ہاں اگر ستون قائم ہو تو پھر ان شیاء سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور یہی معاملہ اسلام میں نماز کا ہے۔ اور نماز اسلام کے فرائض میں سے پہلی چیز ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔

اسی مفہوم کی احادیث و آثار ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اب انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ البتہ ایک بات جو امام مالک رحمہ اللہ نے اس جگہ فرمائی ہے وہ یہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"دین میں سے پہلی چیز جو تم کھو دو گے وہ امانت ہے اور آخری چیز جو تم سے رخصت ہو جائے گی وہ نماز ہے۔"

یہ ارشاد شعب الایمان بیھقي میں قدرے مختلف الفاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (۱۹۴)

جبکہ صحیح الجامع الصغیر میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اور اسے الحکیم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور ان کے ہاں راوی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اس حدیث کے الفاظ ہیں:

((أَوَّلُ مَا يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْأَمَانَةُ وَآخِرُ مَا يَبْقٰى مِنْ دِيْنِهِمُ الصَّلٰوةُ ، وَرُبَّ مُصَلٍّ لَّا خَلَاقَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى)). (۱۹۵)

"لوگوں سے سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ امانت ہے۔ اور ان کے دین میں سے جو چیز سب سے آخر تک رہے گی وہ نماز ہے۔ اور کتنے ہی

(۱۹٤) تحقیق کتاب الصلوۃ للامام احمد ص ٤٣ من المجموعة

(۱۹٥) صحیح الجامع ۱/۲/۳۵۳

ایسے نمازی ہیں جنہیں اللہ کے یہاں اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔''

اس حدیث اور دیگر احادیث سے امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات اخذ کی ہے کہ نماز اسلام کے فرائض میں سے پہلی چیز ہے۔ اور یہی سب سے آخر میں مفقود ہوگی۔ گویا یہی اسلام کا اول ہے اور یہی آخر ہے۔ اور جب کسی چیز کا اول و آخر جاتا رہے تو وہ ساری ہی ختم ہو جاتی ہے۔ (۱۹۶)

بالفاظِ دیگر جب کسی کی نماز جاتی رہی تو اس کا دین ہی جاتا رہا، اور وہ واجب القتل ہے۔ اس اعتبار سے بھی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث قائلینِ قید کی بجائے قائلینِ قتل کی ہی دلیل بنتی ہے۔ (۱۹۷)

تارکینِ نماز کے قتل سے بعض دیگر مسائل بھی تعلق رکھتے ہیں مثلاً:

① یہ کہ ایک نماز کو جان بوجھ کر ترک کرنے پر اسے قتل کیا جائے گا؟

② یہ کہ اسے سزائے موت دینے سے پہلے توبہ کا موقع دیا جائے؟ اور ہر نماز کے وقت اسے نماز کی دعوت دی جائے۔

③ اس کا قتل کفر و ارتداد کی بناء پر ہوگا یا شرعی حد کا نفاذ؟

④ اسے تلوار سے قتل کیا جائے یا کسی دوسرے طریقہ سے؟

ان تمام سوالوں کے جوابات کے لیے کتاب الصلوۃ ابن القیم، المغني ابن قدامة، نيل الأوطار شوكاني اور دوسری شروحِ حدیث اور کتبِ فقہ دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور علامہ احمد ابن حجر آل بوطامی رحمہ اللہ سابق مدیر امور اسلامیہ و شرعی

---

(۱۹۶) الصلوة للامام احمد ص ٤٣ تحقيق شيخ محمد حامد الفقی، اردو ترجمه ص ٦٢ دار الافتاء

(۱۹۷) للتفصيل الصلوة للامام أحمد (٤٢، ٤٣) عربی (٦٢ ـ ٦٥) اردو

چیف جسٹس حکومتِ قطر نے اپنی کتاب تطهير المجتمعات من أرجاس الموبقات میں لکھا ہے:

''اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو آدمی تارکِ نماز ہو اور وجوبِ نماز کا عقیدہ بھی نہ رکھتا ہو تو اسے کافر ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اور اگر وجوبِ نماز کا عقیدہ رکھتا ہو لیکن سستی و غفلت کی وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو تو اسے تین دن کے لیئے توبہ کا موقع دیا جائے گا۔ اور اس عرصہ میں اس پر نماز کی ادائیگی کے لیئے دباؤ ڈالا جائے گا۔ اگر توبہ کر گیا اور نماز شروع کر گیا تو فَبِها ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس پر اجماع ہے۔''

آگے چل کر موصوف اور ایسے ہی شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ حکم تارکِ الصلوٰۃ (۱۹۸)

ترکِ نماز کی وجہ سے تارک پر درجِ ذیل امور مرتب ہوتے ہیں:

① اس کا شمار زمرۂ کفار میں ہوگا۔

② نماز اور دیگر ارکانِ اسلام کی پابند مسلمان عورت سے اس کی شادی جائز نہیں۔

③ اس کے کافر یا کم از کم فاسق ہونے کی وجہ سے اس کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔

④ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔

⑤ اس کے مرنے پر اسے غسل نہ دیا جائے، نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

⑥ اسے اس کے مسلمان رشتہ داروں کی وراثت سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اور نہ

---

(۱۹۸) جس کا اردو ترجمہ ماہنامہ ''محدّث'' بنارس میں شائع ہوا ہے اور اسے نور اسلام اکیڈمی لاہور کے مولانا شبیر احمد صاحب نے بھی ترجمہ کر کے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ میں لکھا ہے:

ہی اس کے مرنے پر وہ اس کے وارث ہوں گے بلکہ اس کا سارا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا'' (۱۹۹)

ترکِ نماز پر وعید اور تارکِ نماز کا جو حکم بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اس سے تارکِ نماز کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ اگر تارکِ نماز کی سزا کا نفاذ ہو تو دنیا میں بھی ذلّت وخواری اور آخرت میں بھی عذاب اور دنیا میں ذلّت ہر دو طرح سے، اگر جمہور کے مسلک پر قتل کر دیا جائے تو نسل در نسل یہ بات چلے کہ ان کا فلاں ترکِ نماز کے جرم میں قتل کیا گیا اور اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے اسے تعزیراً سزا دی جائے اور پھر اسے توبہ تائب ہو کر نماز شروع کرنے تک یا مرنے تک عمر قید میں ڈال دیا جائے تو یہ بظاہر ہلکی سزا ہے مگر پہلی سے زیادہ ذلّت ناک اور رسوا کن۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں بروقت وباجماعت نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عدمِ پابندی وترکِ نماز کے جرم سے محفوظ رکھے۔ آمین

مؤلف :

**ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین**

ترجمان سپریم کورٹ الخبر

وداعیة متعاون مراکز دعوت و ارشاد

(الدمام ، الظهران ، الخبر)

سعودی عرب

---

(۱۹۹) مختصراً از تطهير المجتمعات ص ۸۷۔ ۸۹ جبکہ شیخ عثیمین نے ان امور پر کچھ مزید امور کا اضافہ بھی کیا ہے، ماهنامہ محدّث جلد ۸، شمارہ بابت ذو القعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء۔

# مصادر ومراجع


١ قرآن كريم .

٢ الاحسان تبويب صحيح ابن حبان .

٣ اقتضاء الصراط المستقيم .

٤ بخاری مع الفتح .

٥ تفسير ابن كثير .

٦ تفسير الجلالين .

٧ تفسير طبری .

٨ تفسير فتح القدير .

٩ تطهير المجتمعات .

١٠ الجامع لاحكام القرآن قرطبی .

١١ رسائل الصلوة دار الافتاء .

١٢ الزواجر عن اقتراف الكبائر للهيتمی .

١٣ سنن ابن ماجه .

١٤ سنن ابی داؤد مع العون .

١٥ سنن دارمی .

١٦ سلسلة الاحاديث الصحيحه .

١٧ سوئے حرم للمؤلف .

١٨ شرح السنه .

١٩ صحيح الترمذی .

٢٠ صحيح بخاری .

٢١ نمازِ باجماعت و امامت للمؤلف .

٢٢ صحیح ابن ماجه .

٢٣ صحیح ابی داؤد .

٢٤ صحیح ابن خزیمه .

٢٥ صحیح الترغیب والترهیب .

٢٦ صحیح الجامع الصغیر .

٢٧ صحیح مسلم مع النووی .

٢٨ صلوٰة الرسول ﷺ تخریج حافظ عبد الرؤوف .

٢٩ حکم تارك الصلوٰة للعثیمین .

٣٠ کتاب الصلوٰة امام احمد (عربی).

٣١ کتاب الصلوٰة امام احمد (اردو) .

٣٢ الصلوٰة وحکم تارکها، ابن قیم .

٣٣ مجموع فتاوی ابن تیمیه .

٣٤ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد الشیبانی .

٣٥ فتح القدیر شرح هدایه .

٣٦ مجمع الزوائد للهیثمی .

٣٧ مختصر الترغیب والترهیب .

٣٨ الترغیب و الترهیب .

٣٩ مختصر ابن کثیر .

٤٠ مختصر صحیح مسلم .

٤١ مختصر طبری علیٰ المصحف .

٤٢ مستدرك حاکم .

٤٣ مسند احمد .

٤٤ مشکوٰۃ المصابیح .

٤٥ المشکوٰۃ مع المرعاۃ .

٤٦ مصابیح السنه .

٤٧ المغنی لابن قدامه .

٤٨ منتقیٰ الاخبار مع نیل الاوطار .

٤٩ موارد الظمآن لزوائد ابن حبان .

٥٠ نسائی مع التعلیقات السلفیه .

٥١ نماز جمعه فضائل ومسائل للمؤلف .

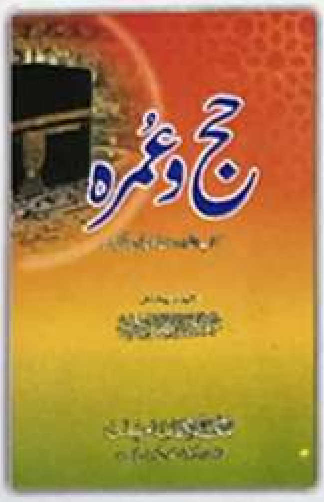
٥٢ نیل الاوطار شرح منتقیٰ الاخبار .

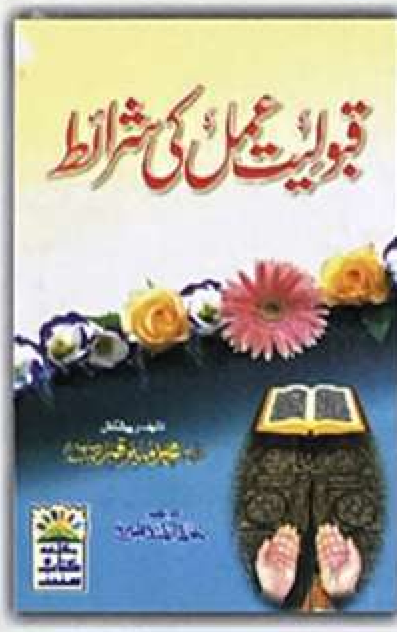
٥٣ اللؤلؤ و المرجان محمد فؤاد عبد الباقی .

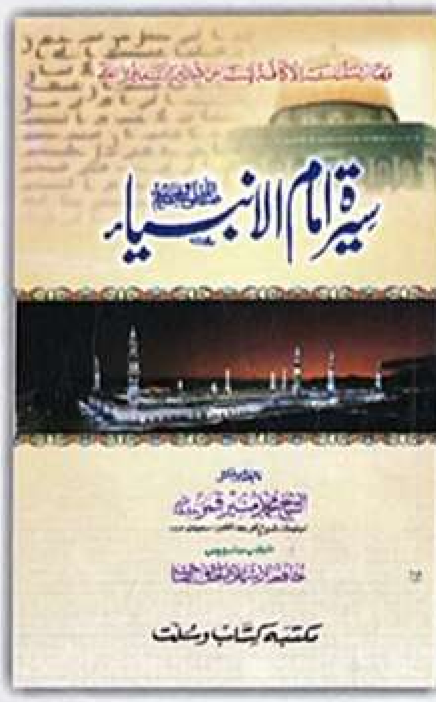
٥٤ نماز کی اهمیت للعثیمین (اردو) .

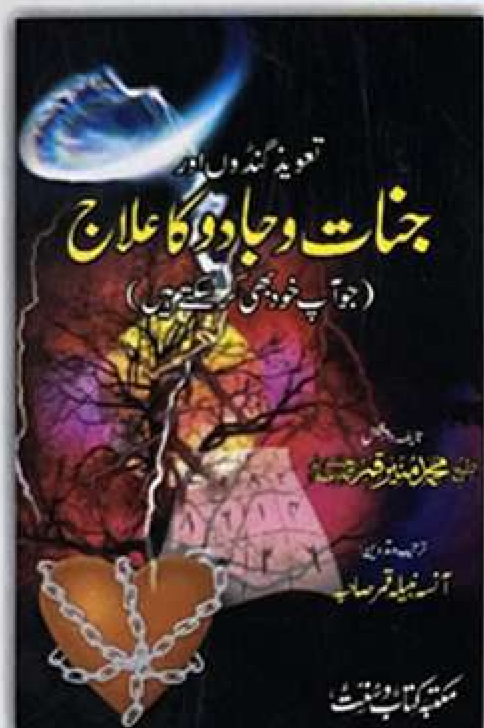
٥٥ حکم تارك الصلوٰۃ .

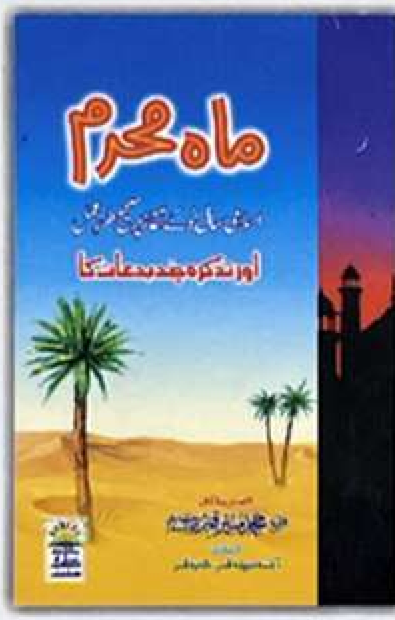
٥٦ ماهنامه "محدّث" بنارس .

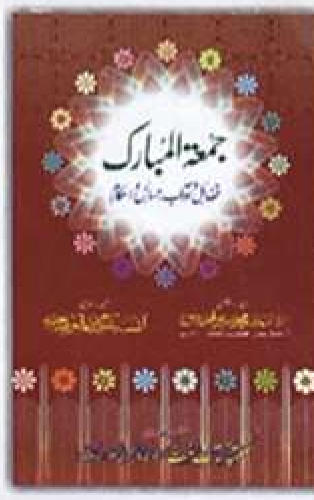

حج وعُمرہ

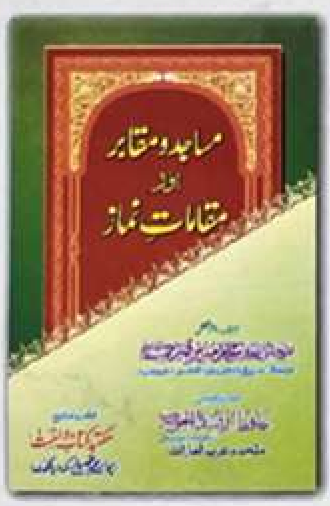

قبولیتِ عمل کی شرائط

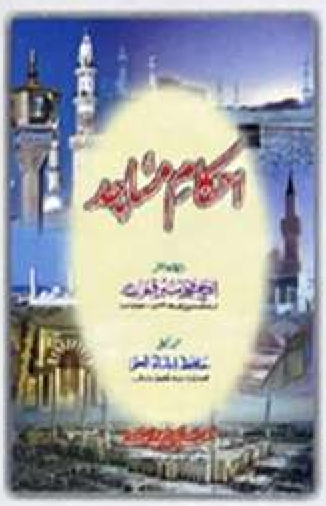

سیرۃ امام الانبیاء
مکتبہ کتاب وسنت


تعویذ گنڈوں اور
جنات وجادو کا علاج
مکتبہ کتاب وسنت


ماہ محرم


جمعۃ المبارک


مساجد ومقابر
اور
مقاماتِ نماز


احکام مساجد


آدابِ دعا
مکتبہ کتاب وسنت